

ناول

محبت سے خدا تک کا سفر

تحریر

مہوش صدیق

❀ قسط نمبر 29 ❀

"فاطمہ آپ ریڈی ہو کر آجائیں۔۔ میں باہر
پورچ میں آپ کا ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔ یہ
رعب ہی ہوتا ہے اور کیا کہتے ہیں

اسے۔۔؟؟"فاطمہ نے عفان کا کہا جملہ

پھر سے دہرا دیا۔

"آپ اس بات کو رعب سمجھتی

ہیں۔۔؟؟"عفان کے تحیر زدہ چہرے پر

بے ساختہ دھیمی مسکان در آئی۔

"ایم سوری۔۔ مجھے واقعی نہیں پتا تھا ان

الفاظ کو آپ کی نظر میں رعب گردانا جاتا

ہے۔۔ اگر پہلے پتہ ہوتا تو قطعی ایسے الفاظ
استعمال نہیں کرتا۔۔ "عفان نے اپنے
مخصوص نرم لہجے میں گویا ہوتے فاطمہ سے
معذرت چاہی مگر فاطمہ سنی ان سنی کرتے
اپنا رخ موڑے ونڈ اسکرین سے باہر دیکھتی
رہی۔

”کہاں جانا ہے آپ کو۔۔؟“ عفان نے
فاطمہ کو چپ سادھے دیکھ چیریٹ ہال کا
ایڈریس پوچھا جواباً فاطمہ نے سنجیدگی سے
بھرپور تاثرات سمیت ایڈریس تو بتا دیا مگر اب
اس کی طرف براہ راست دیکھنے سے گریز
ہی کیا تھا۔

"او کے۔۔" عفان نے اثبات میں سر
ہلاتے کار کو متعلقہ راستوں پر ڈال دیا۔۔
ڈرائیو کرتے ہوئے عفان کو ایک دو بار
محسوس ہوا جیسے کوئی ان کا پیچھا کر رہا
ہے۔۔ احتیاط کے طور پر اس نے ایک دو
بار راستے بھی تبدیل کیے۔۔ بیچ میں وہ کار

غائب ہو گئی تو اسے لگایہ سب صرف اس
کی غلط فہمی تھی۔

تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ لوگ
چھپری ہال پہنچ گئے۔۔

"ایک منٹ۔۔" فاطمہ نے فرنٹ ڈور
کھولتے باہر نکلنا چاہا مگر وہ کھل کے ہی
نہیں دے رہا تھا۔۔ عفان نے اسے ایک

نظر دیکھا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ سے اترتے

اس کیلئے خود ہی فرنٹ ڈور کھول دیا۔

فاطمہ اب اپنا حجاب درست کرتی کار سے

باہر آ گئی۔۔۔ وہ دونوں ایک قدم آگے پیچھے

چلتے اس چیریٹی ہال کے مین آفس میں آ

گئے۔

"اكتنا ڈونيٹ كرنا چاهتي هيں

آپ۔۔؟؟" عفان نے ساتھ والى چٲير پر

بيٲھى فاطمه سے دھيمے لجه ميں استفسار

كيا۔۔ ان كے وسط ميں شيشے كى ميز كے

دوسرى طرف ايك چاليس ساله عورت اپنا

سر نيچے جھكائے بڑى احتياط سے ايك رجسٲر

میں ساتھ ساتھ لوگوں کے نام اور پتے درج
کر رہی تھی۔

عفان کے پوچھنے پر فاطمہ نے سرگوشی نما
آواز میں رقم بتائی اور پھر گود میں رکھے
بیگ سے رقم کا ایک پیکٹ نکالنے
لگی۔۔ عفان نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ

رکھتے اسے منع کر دیا۔۔ فاطمہ اس لمس پر
حیرت کے مارے گنگ رہ گئی۔۔

فاطمہ کو یوں حواس باختگی کے عالم میں
گھرا دیکھ عفتان نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے ہٹایا
اور پھر اپنی پاکٹ سے ایک چیک نکالتے
اس کی بتائی گئی رقم سے دو گنی اماؤنٹ

لکھتے چیک اس عورت کے حوالے کر

دیا۔۔

یہ سب لمحے بھر میں ہی ہوا تھا۔۔ فاطمہ کی

آنکھوں سے بے اختیار سرخیاں چھلکنے

لگیں۔۔ اس کے تاثرات میں عجیب سی

سرد مہری چھا گئی۔



ضرار بیڈ پر لیٹا خالی خالی نظروں سمیت
چھت کے وسط میں لگے فانوس کو دیکھ رہا
تھا۔۔ اس میں جلتی درجنوں روشنیاں اس
کو مزید خوبصورت بنا رہی تھیں۔

ضرار اپنی سوچوں میں گم انہیں ہی دیکھنے
میں محو تھا کہ اچانک اس کے سینے پر رکھا
موبائل فون واٹبرسٹ ہونے لگا۔۔ اس نے
گہرا سانس بھرتے بنا دیکھے پہلی بیل پر
کال ریسپو کر لی اور پھر فون کان سے
لگائے مقابل کی آواز سننے لگا۔

"یار حیاتم خود پوچھ لو نہ مجھے کیوں تنگ
کر رہی ہو۔۔؟؟" مریم کی بیزار آواز اس کی
سماعتوں میں آن ٹکرائی۔۔ وہ دونوں بہنیں
آپس میں کھسر پھسر کر رہی تھیں۔

"مریم۔۔! پلیز پوچھو نا۔۔ آخر اس دن اچانک
اسے ہوا کیا۔۔؟ سچی اس بارے میں سوچ
سوچ کر مجھے نیند نہیں آرہی۔۔" حیا کو خود

کیلئے اتنا پریشان ہوتے دیکھ ضرار کے
ہونٹوں کو بے اختیار دھیمی مسکان نے آن
چھوا۔۔ جانے کیوں حیا کا فکر مند انداز اسے
خوشگوار کیفیت میں مبتلا کر گیا تھا۔
"بات تو کرو۔۔" حیا نے زبردستی فون مریم
کے کان کے ساتھ لگا دیا۔

"تم بھی نا۔۔" مریم نے دانت کچکچاتے
بالآخر اس کی ضد کے آگے گھٹنے ٹیک
دیئے۔۔ انہوں نے آپس کی بات چیت
کے دوران موبائل کو دیکھا ہی نہیں تھا کہ
فون تو کب سے ریسو بھی ہو چکا ہے۔۔ اور
ضرار اپنی تیز سماعتوں کی بدولت ان کی
ساری باتیں سن بھی چکا ہے۔

"ہیلو ضرار۔۔! کیسے ہیں آپ۔۔؟؟" مریم
نے اپنے مخصوص نرم لہجے میں بات کا آغاز
کیا۔

"جی مریم میں ٹھیک ہوں۔۔ آپ
سنائیں۔۔؟؟ ضرار نے بھی کچھ خاص ظاہر
نہ کیا۔

"ج۔جی۔۔م۔ میں بھی ٹھیک

ہوں۔۔"مریم کو اب سمجھ نہیں آرہی تھی

مزید کیسے اور کیا بات کرے اس لیے ہاتھ

کے اشارے سے حیا کو پوچھنے لگی۔

"آپ اس دن اچانک بے ہوش ہو گئے

تھے نا۔۔؟؟ اب کیسی طبیعت ہے آپ

کی۔۔؟؟"مریم کو حیا کے اشارے سے جو

سمجھ آیا وہ پوچھ لیا جواباً حیا نے کچھ بھی
کہنے کی بجائے باقاعدہ اپنا سر پیٹ لیا کیونکہ
وہ تو وجہ جاننا چاہ رہی تھی اور مریم صرف
حال احوال ہی دریافت کرے جا رہی تھی۔
"میں اب پہلے سے کافی بہتر
ہوں۔۔۔" ضرار نے بھی جانتے بوجھتے اتنی
ہی بات کا جواب دیا جتنا پوچھا گیا حالانکہ وہ

یہیں بیٹھا حیا کی ہر بات کا مطلب واضح
سمجھ سکتا تھا۔۔

"اوکے۔۔ آپ اپنا خیال رکھیے گا۔۔ اللہ
حافظ۔۔ کیا ہے مجھ سے نہیں پوچھا جاتا
کسی سے اتنا پرسنل سوال۔۔" مریم نے
اپنی طرف سے بات کا اختتام کرتے فون
واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

"پرسنل ہے تو کیا ہوا۔۔ یار مریم تم نے
اس دن ضرار کی حالت نہیں دیکھی نا اسی
لئے۔۔ لیکن میں دیکھ چکی
ہوں۔۔۔۔۔ اس کی گہری نیلی آنکھوں
میں اس دن بہت سے راز پنہاں
تھے۔۔" حیا کی بات سنتے ضرار کو پھر سے
وہ سب یاد آ گیا۔۔ اس نے متغیر ذہ

تاثرات سمیت پیشانی مسلتے فون ڈسکنیکٹ
کر دیا۔۔

چاہنے کے باوجود اس کے اندر یہ سب
باتیں سننے کی مزید ہمت ہی نہیں بچی
کیونکہ اس کے سر کے پچھلے حصے میں پھر
سے درد کی ٹیسیں اٹھنا شروع ہو چکی
تھیں۔۔ ابھی وہ سر کو ہی دبا رہا تھا تبھی

زل اس کے لئے اس کی پسند کا ناشتہ
بناتی کمرے کے اندر آ گئی۔۔ اس کے پیچھے
پیچھے آہل اور عینی بھی ضرار کے بیڈ پر
زبردستی آکر بیٹھ گئے۔ اب وہ آہستگی سے
مسکراتے ان سب کے ساتھ ہلکی پھلکی
گفتگو میں حصہ لے رہا تھا۔



شمسہ بار بار اپنا دھیان کتابوں میں لگانے
کی کوشش کر رہی تھی مگر ذہن نجانے
کیوں آج ماسک مین کی رٹ لگائے اس کو
ڈسٹرب کر رہا تھا۔

"رکھ ہی دیتی ہوں بکس کو۔۔ پڑھا تو جا
نہیں رہا بالکل بھی۔۔" شمسہ نے بالآخر

تنگ آتے کتابوں کو اسٹڈی ٹیبل پر رکھا اور
خود کا دھیان بٹانے کی خاطر بیڈ پر موجود
تکیوں کے کور درست کرنے میں جت
گئی۔

”آپ سے کس نے کہا یہ سب میں آپ
کی فکر میں کرتا ہوں کیا آپ کو میری
آنکھوں میں اپنے لیے فکر کے علاوہ اور

کوئی جذبہ نظر نہیں آیا۔ کیا آپکے اندر کبھی
کوئی احساس جاگا۔۔؟؟ "جے ڈی کے جذب
کے عالم میں کیے گئے سوالات کی
بازگشت اسے اپنی سماعتوں میں رس گھولتی
محسوس ہوئی تھی۔

"آہ۔۔ہ۔۔ ماسک مین۔۔" آج اسے ماسک
مین کی باتیں سوچنا بہت اچھا لگ رہا

تھا۔۔ ابھی وہ آہستگی سے مسکراتی آگے ہی
بڑھ رہی تھی کہ اچانک اس کا پاؤں بیڈ کی
پائنٹی سے ٹکرانے کے باعث بری طرح
زخمی ہو گیا۔۔ ناخن کٹنے کی وجہ سے خون
تک رسنے لگا۔

وہ درد کے مارے دوہری ہوتی وہیں زمین پر
ہی بیٹھ گئی۔۔

"ماسک مین۔۔! آپ ٹھیک تو ہیں
نا۔۔؟؟" شمسہ کے لبوں سے بے اختیار
سسکی نما آواز برآمد ہوئی۔ اسے اپنی ذہنی
کیفیت کی خود سمجھ نہیں آرہی تھی۔ اب
وہ آنسوؤں سے ترچہرہ لئے اپنے پاؤں پر
ہاتھ رکھے مزید خون بہنے سے روک رہی
تھی۔۔۔۔۔



شفاء کو ایک پیشنت کی میڈیکل رپورٹ پر
کچھ ریسرچ کرنی تھی اس لئے وہ ناشتے کے
فوراً بعد واپس اپنے کمرے میں چلی
گئی۔۔ ایان چونکہ بور ہو رہا تھا اس لئے اخبار

تھامے لان میں آگیا۔۔ ابھی وہ بیزار تاثرات
سمیت اس کے صفحے ہی الٹ پلٹ کر رہا
تھا کہ اچانک اسے پورچ میں ایک کار رکتی
دکھائی۔۔ اذلان کو دیکھتے اس کے چہرے پر
مہم مسکراہٹ رینگ گئی۔

”السلام علیکم۔۔! کیسے ہو یار۔۔ تم آج

کیسے گھر پر۔۔؟؟ طبیعت تو ٹھیک ہے

نا۔۔؟؟"اذلان خوشدلی سے مسکراتے اس
سے مصافحہ کرنے لگا۔

"میں تو ٹھیک ہوں یار۔۔ تم اپنی
سناؤ۔۔"اب وہ دونوں آمنے سامنے کرسیوں
پر بیٹھ گئے۔ ان کے وسط میں ایک میز
موجود تھا جس پر اخبار بے ترتیب انداز میں
رکھی ہوئی تھی۔

"بالکل ٹھیک۔۔ اور بتاؤ بزنس وغیرہ سب
کیسا چل رہا ہے۔۔؟؟؟" اذلان نے اپنی
ذہین، چمکدار آنکھوں پر موجود سن گلاسز کو
اتارتے ٹیبل پر رکھا اور خود ٹانگ پر ٹانگ
جمائے ریلیکس انداز میں بیٹھ گیا۔
"میرا بزنس تو الحمد للہ ٹھیک جا رہا
ہے۔۔ ہاں البتہ تمہارا کام ٹھپ ہو جانے

کے آثار واضح نظر آرہے ہیں۔۔۔"ایان کی
غیر متوقع بات نے اذلان کو ایک پل کیلئے
چونکا سا دیا۔

"مطلب۔۔۔؟؟" اذلان بنا پلکیں جھپکائے
اسے ہی استفساریہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔
"مطلب یہ کہ میرے یار۔۔۔! جس طرح
پچھلے سات دنوں سے تم یہاں کے چکر لگا

رہے ہو میرا نہیں خیال تم کوئی اور کام
ڈھنگ سے کر بھی پائے ہو گے۔۔" ایان

کا انداز معنی خیز تھا۔

"حد ہے یار۔۔! خود ہی کہتے رہتے تھے۔۔

آتے نہیں ہو۔۔ آتے نہیں ہو۔۔۔۔۔ اب آ

رہا ہوں تب بھی تمہیں پرالیم ہو رہی

ہے۔۔" اذلان اس کی ذومعنی مسکراہٹ کا

مطلب واضح طور سمجھ چکا تھا مگر پھر بھی
جانتے بوجھتے انجان بننے کی ایکٹنگ کرنے
لگا۔ اب وہ چہرے پر مصنوعی سنجیدگی طاری
کرتے اسے ہی لتاڑ رہا تھا۔

الٹا چور کو تو وال کو ڈانٹنے والی بات پر ایان
کا منہ حیرت کے مارے ادھ کھلا رہ گیا۔

"م۔۔ میں اپنے لئے آنے کی بات کرتا تھا
بھابھی کے لئے آنے کی نہیں۔۔" ایان
نے خفگی بھرے انداز میں گویا ہوتے
باقاعدہ ماتھے پر تیوری بھی چڑھائی۔۔ اسے
اذلان کو تنگ کرنے میں کافی مزہ آ رہا
تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے تم بس فضول میں ہی
اور ری ایکٹ کر رہے ہو۔۔" اذلان اپنی
چوری پکڑے جانے پر ایان سے بے ساختہ
نگاہیں چرا رہا تھا۔

"میں اور ری ایکٹ کر رہا ہوں۔۔۔؟؟ بڑی
پچھلے سات دنوں میں یہ تمہارا سولہواں چکر
ہے یہاں کا۔۔ اور تمہارا لاسٹ چکر رات

ایک بچے کا تھا اور اب سورج نکلتے ہی تم
پھر سے یہاں موجود ہو۔۔" ایان نے ہنستے
ہوئے ایک ہی سانس میں سارے کے
سارے چکر انگلیوں پر گنوا دیئے۔
"اذلان سچی مجھے یقین نہیں آ رہا۔۔ واقعی
کیا یہ تم ہی ہونا۔۔؟؟" وہ پیٹ پکڑے
ہنس ہنس کر دوہرا ہو رہا تھا۔

"تم میری جاسوسی کروا رہے ہو جو سارے
چکر گنتی کی طرح ازبر ہیں تمہیں۔۔" اذلان
نے اپنی مسکراہٹ زیر لب دباتے چہرے
پر مصنوعی سنجیدگی طاری کی۔

"نہ بھٹی۔۔! یہ جاسوسی وغیرہ میرے بس
کے PMA کا کام ہی نہیں۔۔ یاد نہیں

دو سال کتنی مشکلوں سے گزارے تھے

میں نے۔۔"

"مجھے تو گیٹ پر موجود سیکیورٹی گارڈز صبح

پوچھ رہے تھے۔۔ ایان صاحب۔۔ اذلان

صاحب رات کے ایک بجے یہاں آئے تھے

سب خیریت تو ہے نا۔۔؟؟"

"اب میں انہیں کیا بتاؤں۔۔۔ یہاں تو
الحمد للہ سب کچھ ٹھیک ہی ہے لیکن آپکے
اذلان صاحب پر نئے نئے عشق کا بھوت
سوار ہے اسی چکر میں ہمارے صاحب
بہادر رات کے ایک بجے بھی کچی ڈور کی
مانند یہاں کھینچے چلے آئے ہوں
گے۔۔۔" ایان نے ایک نظر انیکسی کی

جانب دیکھا اور پھر قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔۔ وہ
اذلان کی حالت سے خوب محفوظ ہو رہا تھا۔
"میں تو بس یہی دیکھنے آیا تھا کہ ایان کے
گھر میں اس وقت سب کچھ ٹھیک ہے یا
نہیں۔۔" اذلان کی اس بے تکی وضاحت
نے ایان کو اس بار فلک شگاف قہقہہ
لگانے پر مجبور کر دیا تھا۔

"یار ایسے فضول بہانے اس کو سنانا جو
تمہیں اچھی طرح جانتا نہ ہو یہ مت بھولو
میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔۔۔"

"مجھے لگتا ہے ایان اب تم میرے ہاتھوں
سے پٹ کر ہی دم لو گے۔۔۔" اذلان نے
اسے مصنوعی سخت گھوری سے نوازا۔

"سوری یار مگر میں کیا کروں جب سے
رات کے ایک بجے کا سنا ہے میری تو
ہنسی ہی نہیں رک رہی۔۔" ایان نے پھر
سے رات کے ایک بجے کا ذکر چھیڑا تو
اذلان اسے مارنے کے لیے لپکا۔۔ اب وہ
دونوں ہنستے ہوئے پورے لان میں آگے
پیچھے دوڑ لگا رہے تھے۔ اسی بھاگ دوڑ میں

ایان اذلان کے ہاتھ سے ایک آدھ پیچ بھی
کھا چکا تھا مگر اس کی ہنسی پھر بھی رکنے کا
نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"جاؤ یار مل لو بھا بھی سے۔۔ شاید اس
ملاقات کے ذریعے ہی تمہارے بے قرار دل
کو ذرا چین آ جائے۔۔" ایان نے داخلی
دروازے کے پاس جاتے دور سے ہانک

لگائی اور پھر ہنستے ہوئے گھر کے اندر چلا

گیا۔

اذلان ایان کی باتوں کو سوچتے اپنی مسرور

کن چال سمیت انیکسی کی راہداری کی

جانب بڑھ گیا۔



انیکسی کا دروازہ پہلے سے ہی کھلا دیکھ
اذلان اپنی دھیمی مسکراہٹ سمیت بنا کسی
آہٹ کے اندر داخل ہو گیا۔۔ لاؤنج میں قدم
رکھتے ہی اسے زینی نظر آئی جو اسوقت اپنی
موندی آنکھوں سمیت صوفے کی پشت پر
سر ٹکائے نیم لیٹنے کے انداز میں بیٹھی

ہوئی تھی۔۔ اذلان کو ایسے محسوس ہوا جیسے
وہ اسوقت کسی گہری سوچ میں گم
ہے۔۔ اسے اپنے آس پاس تک کا بھی
ہوش نہیں رہا تھا۔۔

”آہمم۔۔ مم۔۔“ اذلان جذب کے عالم میں
چند ثانیے اسے یونہی تکتا رہا اور پھر اس
کے چند فٹ فاصلے پر بیٹھنے کے بعد

مصنوعی گلا کنکھارتے اسے اپنی طرف
متوجہ کیا۔ زینی اچانک مردانہ آواز پر
ہڑبڑاتے فوراً سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔ اذلان کو
سامنے دیکھ وہ اپنے دل کے مقام پر ہاتھ
رکھتی اپنی بے ترتیب دھڑکنوں کو آراستہ
کرنے لگی۔

"میرے بارے میں سوچ رہی تھیں

کیا۔۔؟؟" اذلان کے چہرے پر اسوقت

گہری مسکراہٹ رقصاں تھی۔

"ہاں۔۔ہ۔۔ہ۔۔آں۔۔ن۔۔ن۔۔نہیں

تو۔۔۔" زینی صاف مکر گئی حالانکہ فاطمہ

کے جانے کے بعد سے ہی وہ اذلان کو یاد

کرتے وہیں صوفے پر ہی بیٹھ گئی۔۔ زینی

نگاہیں چراتے اپنے ہاتھ میں موجود اذلان
کی تحفے میں دی گئی بریسلٹ کو ہی بغور
دیکھ رہی تھی۔

"اچھا۔۔۔ خیر مجھے لگا شاید آپ میرے
بارے میں سوچ رہی ہوں گی۔۔۔" اذلان
نے بچھے تاثرات سمیت گویا ہوتے زینی کو
سرتاپا دیکھا۔۔۔ اسے یوں زینی کا رد کرنا کچھ

خاص اچھا نہیں لگا تھا۔۔ اس کے لبوں پر
رینگتی کچھ دیر پہلے والی الوہی مسکراہٹ
ماند پڑ چکی تھی۔

زینی اسوقت نیوی بلیو ٹراؤزر شرٹ کے
ساتھ ریڈ دوپٹہ اوڑھے نظر لگ جانے کی حد
تک حسین لگ رہی تھی۔۔ سلکی بالوں کو
کچر میں مقید کیے ایک جوڑے کی شکل

میں لپیٹ رکھا تھا۔۔ دوپٹہ اسوقت ایک
شانے سے تھوڑا ڈھلک کر بے ترتیب انداز
میں نیچے گود میں گرا ہوا تھا۔۔ جوڑے سے
نکلتی کچھ لٹیں گردن کے گرد اپنا گھیرا
تنگ کر رہی تھیں۔

"اذلان۔۔! کیا آپ کل رات یہاں آئے
تھے میرے پاس۔۔؟؟" زینی نے

استفہامیہ نگاہوں سمیت اچانک اذلان کو

مخاطب کیا۔۔۔ جانے کیوں اسے بار بار

محسوس ہو رہا تھا جیسے رات کو اذلان اس

کے آس پاس ہی کہیں موجود تھا۔

"ہا۔۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔ آپ کو ایسا کیوں

لگا۔۔؟؟" اذلان بھی صاف مکر گیا کیونکہ

ایان پہلے ہی اس کی اس حرکت پر اتنا

مذاق اڑا چکا تھا اس لیے وہ چاہنے کے
باوجود بھی زینی کو اپنے یہاں آنے کی
بابت بتا نہ سکا۔۔

اسوقت وہ دونوں ہی اپنے جذبات ایک
دوسرے سے بیان نہیں کر پا رہے تھے۔
"پتا نہیں۔۔ مجھے ایسا فیل ہوا تھا کہ رات
کو آپ۔۔ شاید پھر میرا وہم ہو گا۔۔" اپنی

سوچ کے غلط ثابت ہونے پر زینی کے
لہجے میں بھی قطعی یاسیت در آئی تھی۔۔

"اُمم۔۔ ہو سکتا ہے۔۔" اذلان اس کے

چہرے پر نگاہیں جمائے اس کی سوچوں

تک رسائی حاصل کرنا چاہتا تھا۔

"میں جب سو کر اٹھی تو میرے اوپر ایک

گرم شال تھی اس لئے مجھے لگا کہ شاید

آپ۔۔۔۔۔ پھر ایمان آپ نے ہی اورھائی ہو
گی۔۔۔ "زینی کو اس شال میں اذلان کے
کلون کی مخصوص خوشبو رچی بسی محسوس
ہوتی۔۔۔

صبح نہانے کتنی ہی دیر وہ اس شال کو
اپنے ساتھ لگائے غائب دماغی کی حالت
میں یونہی ساکت لیٹی رہی۔۔۔

"یار۔۔! بڑی بے مروت ہیں آپ تو۔۔
کب سے یہاں بیٹھا ہوں۔۔ آپ نے ایک
کپ چائے تک نہیں پوچھی مجھ
سے۔۔" اذلان نے شال سے اس کا
دھیان بٹانے کی خاطر خود کو مسکراتا ظاہر
کیا۔

"سوری وہ میں تھوڑا ڈسٹرب تھی۔۔ اس
لیے دھیان ہی نہیں دیا۔۔" زینی نجل
بھرے انداز میں لب کچلتی فوراً صوفے سے
اٹھ بیٹھی۔۔ اس کو کچن میں جاتا دیکھ
اذلان بھی دھیمی چال چلتے اس کے پیچھے
پیچھے کچن میں ہی آگیا۔

"ڈسٹرب ہیں آپ۔۔ لیکن

کیوں۔۔؟؟ عفان بھائی بھی بتا رہے تھے

کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے کیا ہوا

آپ کو ڈاکٹر کو بلوا لوں۔۔" زینی کے منہ

سے ڈسٹرب والی بات سنتے اذلان کو عفان

کا میسج یاد آ گیا جس میں انہوں نے اسے

زینی کی طبیعت کچھ ٹھیک نہ ہونے کے

بارے میں انفارم کیا تھا۔۔۔ اس میسج کو
پڑھتے ہی وہ آج کی تمام شوٹنگز کینسل
کرتے سیدھا ادھر ہی آ گیا۔

"ہاں جی میں ٹھیک ہوں۔۔۔ وہ تو میں نے
ایسے ہی کہہ دیا تھا۔۔۔" اذلان نے
بے اختیار زینی کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے اس
کا باڈی ٹیپر چیک کیا۔۔۔ زینی اپنی منتشر

دھڑکنوں سمیت ساس پین میں دودھ

ڈالتے فوراً نفی میں سر ہلا گئی۔

"بس ایک کپ۔۔؟؟ آپ نہیں پئیں

گی۔۔؟؟" زینی کو ایک کپ چائے کا دودھ

ڈالتے دیکھ اذلان کو اچھنبہ سا ہوا۔

"نہیں۔۔۔ دراصل میں نے صبح کی چائے
پی لی ہے۔۔۔ اب میں دن میں صرف ایک
بار ہی چائے پیتی ہوں۔۔۔"

"پتہ نہیں کیوں دوسری بار بنا بھی لوں تو
پی نہیں پاتی مجھے ایسے لگتا ہے دوسری بار
چائے پیوں گی تو آپ مجھے سخت گھوری
سے نوازیں گے اس لیے بناتی ہی نہیں

ہوں۔۔۔"زینی نے نیم مسکراہٹ سمیت
اپنی بات مکمل کی۔۔۔جبکہ اذلان یونہی
شلیف کے ساتھ ٹیک لگائے بغور اس کے
چہرے کو تک رہا تھا۔۔۔حقیقتاً اسے زینی آج
کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔۔۔اس کے
پیچھے وجہ کیا ہو سکتی ہے تب سے وہ یہی
جاننے کی سعی کر رہا تھا۔

"اوہ ریلی۔۔ اتنی فرمانبرداری۔۔!!" اذلان

اسے کنکھیوں سے دیکھ رہا تھا۔

"آپ تھوڑی دیر پہلے کہہ رہی تھی میں

نے ایسے ہی کہہ دیا تھا طبیعت خراب

ہے۔۔ ایسا کیوں۔۔؟؟" اذلان ابلتی چائے

کو دیکھتے نرم لہجے میں استفسار کر رہا تھا۔۔

وہ روانی میں بول تو گئی مگر اندر ہی اندر دعا
کر رہی تھی کاش وہ اس بات پر توجہ ہی نہ
دے۔۔ مگر وہ یہ بھول گئی کہ اس کے
مقابل کوئی اور نہیں اذلان شاہ تھا۔۔
اذلان تو دشمن کی چھوٹی سے چھوٹی بات
تک کو نوٹ کیے بنا رہ نہیں سکتا تھا یہ تو

پھر اس کی بیوی، اسکی پہلی اور آخری

محبت، اسکی زینب کی بات تھی۔۔

"اس کپ میں بھی ڈال دیں۔۔" زینبی کو

چائے انڈیلتا دیکھ اذلان نے ریک سے دوسرا

کپ اتارا اور زینبی کے سامنے رکھ دیا جس کا

صاف مطلب تھا کہ اس ایک کپ چائے

کو دو کپوں میں تقسیم کر کے ڈال دو۔

"ہاں۔۔ تو پھر کیوں کہا تھا آپ نے
ایسا۔۔؟؟" اذلان کی سوئی ابھی بھی وہیں
اٹکی ہوئی تھی۔ اب وہ دونوں اپنی اپنی
چائے کا کپ ہاتھ میں تھامے واپس لاؤنج
میں آ گئے۔۔ زینی پلر کے ساتھ ٹیک
لگائے یونہی کھڑی تھی جبکہ اذلان صوفے
پر بیٹھ چکا تھا۔

"وہ۔۔وہ تو میں نے بس ایسے ہی کہہ دیا
تھا۔۔ میں چاہتی تھی ایمان آپی اور عفان
بھائی کو ایک دوسرے کے ساتھ تھوڑا ٹائم
سپینڈ کرنے کا موقع ملے تاکہ وہ دونوں
ایک دوسرے کو تھوڑا جان سکیں۔۔" زینی
نے چائے کا سپ لیتے دھیمے لہجے میں
وضاحت دی تھی۔

"اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے آپ
کا۔۔؟؟" اذلان نے خوشگوار لہجہ اپناتے غیر
متوقع سوال داغا جسے سنتے زینی پھیکا سا
ہنس دی۔۔ اذلان کو زینی کی یہ مسکراہٹ
کچھ طنزیہ سی لگی۔۔۔ زینی کے تاثرات
دیکھتے اذلان کو اپنے دل میں ایک تیر کی
طرح نوکیلی چیز کی چبھن محسوس ہوئی تھی۔

"اذلان۔۔! میں سوچ رہی تھی کہیں ہم
نے ایمان آپی کے ساتھ زبردستی کر کے
کچھ غلط تو نہیں کر دیا نا۔۔؟؟"

"زبردستی بنائے گئے رشتوں میں جو درد
سہنے کو ملتا ہے میں نہیں چاہتی ایمان آپی
یا عفان بھائی ان دونوں میں سے کوئی
ایک بھی اس اذیت سے گزرے۔۔" زینی

کو ابھی بھی یہی لگتا تھا۔۔ اس زبردستی
باندھے گئے رشتے کی وجہ سے اذلان ہر روز
ایک نئی اذیت سے دوچار ہوتا ہے۔۔۔۔۔ یہ
جان لیوا احساس لمحہ بہ لمحہ زین کی ذات کو
کرچیوں میں بکھیر رہا تھا۔
اذلان کو یہ میٹھی چائے ایکدم پھسکی محسوس
ہونے لگی۔۔ اسے لگا زین اسوقت اپنے

بیٹے دنوں کو یاد کر رہی ہے۔۔۔ اذلان کو
اب اپنے ماضی کے رویے پر اچھی خاصی
شرمنگی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے گہرا
سانس بھرتے ہاتھ میں پکڑی چائے کو
واپس میز پر رکھا اور پھر کچھ سوچتے ہی
واپس صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"زینب آپ۔۔" اذلان نے جذب کے عالم
میں زینی کو بازو سے تھامے اسکا رخ باقاعدہ
اپنی طرف موڑا۔۔ زینی کی آنکھوں میں تیرتی
نمی اس کے اندر کا حال واضح بیان کر رہی
تھی۔۔

اذلان آج اسے واضح طور پر بتا دینا چاہتا تھا
کہ انکا رشتہ بھلے ہی زبردستی باندھا گیا لیکن

اب زینہ کی طرح وہ بھی اس سے شدید
محبت کرنے لگا ہے۔۔۔ اذلان کی زندگی میں
اب زینب ایک لازم و ملزوم کی سی حیثیت
رکھتی ہے۔

"ایمان آپی۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ رو کیوں رہی
ہیں۔۔۔؟" اس سے پہلے کہ اذلان اس
سے اپنی سچی محبت کا اعتراف کرتا اسے

اپنی سماعتوں میں زینب کی فکر مند آواز
سنائی دی۔

ایمان فاطمہ اس وقت عفان کی کار سے
روتے ہوئے باہر نکلی اور پھر لمبے لمبے دُک
بھرتی انیکسی کی طرف بڑھنے لگی۔

اس کے پیچھے پیچھے عفان بھی شکستہ چال
سمیت ادھر ہی آ رہا تھا۔۔۔ اس صورتحال پر

زینب سمیت اذلان بھی اپنی حیرت پر قابو
نہیں رکھ پایا تھا۔



عفان اور فاطمہ ڈونیشن کی ساری کارروائی
پوری کرنے کے بعد پارکنگ لاٹ میں آتے

واپس کار میں بیٹھ گئے۔ فاطمہ راستے بھر تو

خاموش رہی لیکن کار میں آتے ہی بری

طرح پھٹ پڑی۔

"آپ سے کس نے کہا تھا یہ احسان

کرنے کو۔۔؟؟ نہیں چاہیے مجھے آپ کا

کوئی احسان۔۔" فاطمہ جھپٹنے کے انداز میں

بیگ کو سیدھا کرتی اس کی زپ کھول رہی
تھی۔

"یہ رہے آپ کے پیسے۔۔ باقی کے پیسے

واپس گھر جا کر دے دوں گی آپ

کو۔۔" فاطمہ نے پیسوں کا پیکٹ نکالتے

زبردستی عفان کی گود میں رکھ دیا۔

"آئیندہ مجھ پر کوئی احسان کرنے کی
ضرورت نہیں ہے۔۔" فاطمہ اپنی بھڑاس
نکالنے کے بعد آخر میں گہرے گہرے
سانس لینے لگی۔ یہ سب لمحے بھر میں ہی
ہوا تھا عفاں تو ہونق بنا بس دیکھتا ہی رہ
گیا۔

"میں نے یہ رقم ڈونیٹ کر کے آپ پر
کوئی احسان نہیں کیا۔۔ پلیز آپ اسے اپنے
پاس ہی رکھیں۔۔" عفان اپنی مسٹھیوں کو
سختی سے بھینچے خود کو کمال ضبط کی طرف
لے جا رہا تھا۔

"میں نے آمنہ آنٹی کو ہمیشہ اپنی ماں کی
طرح ہی سمجھا ہے۔۔ اس لئے آپ یہ سب

سوچ سوچ کر خود کو ہلکان مت کریں کہ
میں نے آپ پر کوئی احسان کیا ہے۔۔۔ وہ
میری ماں جیسی تھیں۔۔۔ اور یہ سب کرنا
میرا فرض ہے۔۔۔ آپ اس احسان والی بات
کو جتنی جلدی ہو سکے اپنے ذہن سے نکال
دیں۔۔۔ "عفان نے اپنے مخصوص نرم لہجے
میں اسے رسان سے سمجھایا۔

"میں اپنے پیسوں میں سے اپنی ماما کے
ایصالِ ثواب کے لئے ڈونیٹ کرنا چاہتی
تھی۔۔ اس سب کیلئے مجھے آپ کے پیسے
بالکل نہیں چاہیے۔۔" ایمانِ فاطمہ کا لہجہ
ازحد سنجیدگی کا روپ دھار چکا تھا۔

"فاطمہ۔۔! خودداری تب تک ایک اچھی چیز
ہے جب تک وہ انا کے زمرے میں نہیں

آتی۔ "عفان نے گھمبیر لہجے میں کہتے اس
کی گود میں رکھے بیگ کو شائستگی سے
پکڑا۔۔ اور پھر وہ رقم کاپیکٹ اس میں
ڈالتے باقاعدہ زپ کو بند بھی کر دیا۔

"میں یہ سب اپنی انا کی سرخروئی کے لیے
نہیں کہہ رہی۔۔ میں نے یہ پیسے اپنی ماما
کے علاج کے لیے ہی جمع کیے تھے جب

وہ ہی نہیں رہیں تو میں اکیلی ان پیسوں کا

کیا کروں گی۔۔ بس اسی لئے

میں۔۔ "فاطمہ کو اپنی ذات کے لئے انا کا

لفظ استعمال کیا جانا بری طرح ہرٹ کر

گیا۔۔ آمنہ بیگم کو یاد کرتے اس کی آنکھوں

کے پپوٹے بے اختیار نمکین پانیوں سے

بھرنے لگے تھے۔

"اب آپ اکیلی نہیں ہیں فاطمہ۔۔" عفان
کی جتنی نگاہوں نے فاطمہ کو ایک پل کے
لئے چپ سادھنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔۔
فاطمہ کے پاس رد عمل ظاہر کرنے کو کچھ
تھا ہی نہیں اس لئے بنا کچھ کہے اپنا رخ
ونڈ اسکرین کی جانب موڑ دیا۔۔

کار میں پھر سے خاموشی کا راج قائم ہو چکا
تھا۔ خالی روڈ کو دیکھتے عفان نے کار کی
سپیڈ تھوڑی تیز کر دی۔۔۔ سنسان روڈ پر
ڈرائیو کرتے چند ہی منٹ گزرے تھے کہ
اچانک عفان کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی
نوکیلی چیز کار کی نچلی سطح سے آن ٹکرائی
ہے۔۔۔

عفان کمال مہارت سے اسٹیرنگ وہیل
گھماتے کار کی سیپڈ کنٹرول کرنے لگا
تجھی اچانک روڈ کے پیچ و پیچ کار ایک جھٹکے
سے رک گئی۔ نتیجتاً فاطمہ کا سر ڈیش بورڈ
سے ٹکراتے ٹکراتے بمشکل بچا۔۔
"اوف فیا۔۔!" عفان گہرا سانس بھرتے
اطراف میں دیکھ رہا تھا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟" عفان کی تیز آواز پر فاطمہ

بھی چونکتے ہوئے اطراف میں دیکھنے لگی۔

"شاید ٹائر پنکچر ہو گیا ہے۔۔" عفان دھیمے

لہجے میں فاطمہ کو جواب دیتا کار سے باہر

نکل گیا۔۔ اس کے تعاقب میں فاطمہ بھی

پریشان تاثرات سمیت فرنٹ ڈور کھولتی کار

سے باہر آ گئی۔

"دونوں ٹائرز ایک ساتھ کیسے پنکچر ہو گئے۔۔؟" عفان تفکر آمیز تاثرات سمیت دونوں ٹائرز کو پاؤں سے چیک کر کے دیکھ رہا تھا تبھی اچانک ایک وین اور کار نے آگے پیچھے آتے ایک جھٹکے سے ان کے بالکل پاس بریک لگائی تھی۔۔ تیز سپیڈ کے ساتھ جیسے ہی ان دونوں نے بریک لگایا ان

کے ٹائٹروں کی چریجراہٹ نے ساکت ماحول
میں اک عجب سا بے ہنگم شور برپا کر دیا۔

اس اچانک افتاد پر فاطمہ اور عفان ایک
ساتھ چونکتے ادھر ہی دیکھنے لگے۔

"پکڑو اس لڑکی کو۔۔ اور جان سے مار دو اس

سالے کو۔۔" وین سے نکلنے والے آدمی

نے کرخت لہجہ اپناتے اپنے ساتھی

کھڑے آدمی کو فاطمہ کو پکڑنے کا اشارہ
کیا۔

فاطمہ حیرت سے منہ پر ہاتھ رکھے اس
سچوایشن کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کا وجود
زد پتے کی مانند لرزاہٹ کا شکار ہو چکا
تھا۔

فاطمہ کی طرف بڑھنے والے آدمی کو عفان
نے زور کا پیچ مارتے کمر کے بل نیچے گرا
دیا۔۔ اب وہ فاطمہ کا ہاتھ پکڑے اسے
اپنے کشادہ سینے کے بالکل پیچھے کھڑا کر
چکا تھا۔۔

عفان مردانہ وار لڑتے ہوئے ان چاروں
آدمیوں کا اکیلے ہی مقابلہ کر رہا تھا۔۔

"عفان-ن-ن-ن-ن۔۔" اچانک دو آدمی پیچھے

سے آئے اور عفان پر حملہ کرنے ہی

والے تھے کہ فاطمہ کی دلدوز چیخ نے اسے

ان دونوں کی طرف متوجہ کر دیا اور وہ ایک

کاری وار سے بچ گیا۔۔ اب وہ لاتوں اور

مکوں سے ان سب کی درگت بنا رہا تھا تبھی

کار سے ایک اور نقاب پوش آدمی باہر نکلا

اور اس نے عفان پر حملہ کرنے کی
بجائے فاطمہ کے سر پر پستول تان لی۔۔
"آگے مت بڑھنا۔۔۔ ورنہ اس لڑکی کو جان
سے مار دوں گا۔۔" فاطمہ کو روتا دیکھ عفان
ایکدم پیچھے مڑتے فاطمہ کے پاس جانے
لگا۔۔ اسی بات کا ان آدمیوں نے فائدہ
اٹھایا۔۔ اب وہ سب لوگ پے در پے

عفان کو مار رہے تھے۔۔ اور وہ بیچارہ فاطمہ
کی وجہ سے کوئی جوابی کارروائی بھی نہیں
کر پا رہا تھا۔۔

فاطمہ کو یہ تلخ آواز کچھ شناسا سی لگی۔۔ وہ
چونکتے ہوئے اسے ہی دیکھنے لگی تھی کہ
اچانک ایک اور نقاب پوش آدمی وہاں آیا
اس نے کبیر پاشا کے سر پر حملہ کر کے

اس کے ہاتھ میں موجود پستول نیچے گرا

دی۔

"جلدی بھاگیں یہاں سے۔۔" اکبر پاشا کو

درد کے مارے کراہتے دیکھ جے ڈی نے

پاکٹ سے ایک چابی نکالتے عفان کی طرف

پھینکی جسے وہ بروقت کچ کر چکا تھا۔۔ ابھی

جے ڈی فاطمہ کو آگے جانے کیلئے راستہ

ہی دے رہا تھا کہ کسیر پاشا نے اپنا داؤ
کھیلے زمین سے گن اٹھائی اور اس کی
ٹانگ پر ایک زور آور کلک مار دی۔۔۔ پاس
موجود دوسرے آدمی نے اس کے سر پر
گن مارتے رہی سہی کسر بھی پوری کر
دی۔۔۔

اب وہ چکراتے سر کو پکڑے وہیں زمین پر
دو زانو بیٹھ گیا۔۔ دو آدمیوں نے اسے
زبردستی کھینچ کر اس وین میں بٹھا
دیا۔۔۔ عفان باقی کے دو آدمیوں سے
مقابلہ کر ہی رہا تھا کہ ان کے پاس وین
رکی اور وہ بھی جان چھڑاتے اس میں بیٹھ
کر فرار ہو گئے۔۔ عفان اپنے محسن کو

بچانے کیلئے لپکا ضرور تھا مگر انکی کار کی
سپیڈ اتنی تیز تھی کہ وہ انہیں پکڑنے میں
کامیاب نہ ہو سکا۔

"ج۔۔ جاوید بھائی۔۔" فاطمہ کے لبوں سے
کپکپاتی آواز برآمد ہوئی جسے ادھر آتا عفان
بھی سن چکا تھا۔ وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھے

وہیں زمین پر بیٹھے بیٹھے آنسوؤں سمیت

روئے جا رہی تھی۔

"ریلیکس فاطمہ۔۔! سب کچھ ٹھیک ہو

جائے گا۔۔" فاطمہ کو شدت سے روتے

دیکھ عفتان بھی اس کے قریب دوزانو زمین

پر بیٹھے اسے نرم لہجے میں تسلی دینے لگا۔۔

"آج جاوید بھائی۔۔! میری وجہ
سے۔۔" فاطمہ آنسوؤں سے تر پھرے
سمیت ہکلا نے کے انداز میں بول رہی
تھی۔

"آپ اس نقاب پوش آدمی کو جانتی
ہیں۔؟؟؟" عفان سمجھ گیا تھا کہ فاطمہ

ضرور اس نقاب پوش کو جانتی ہوں گی اس
لیے اتنا رو رہی ہیں۔۔

"ہاں۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔ عثمان کے دوست
ہیں۔۔" فاطمہ بلک بلک کر رو رہی تھی۔
"پچھلے پانچ سالوں سے وہ بنا سامنے آئے
ایک مسیحا بن کر میری مدد کرتے رہے
ہیں۔۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ شخص کون

ہے جو میری ہر مصیبت میں مدد کرتا
ہے۔۔ آج جب وہ غنڈے ان کو دین میں
بٹھا رہے تھے تب میں نے ان کا چہرہ
دیکھا۔۔ "فاطمہ آج اذیت کی انتہا پر پہنچ چکی
تھی۔۔۔"

"فاطمہ پلیز سنبھالیں خود کو۔۔ آئیے گھر
چل کر آرام سے بات کرتے

ہیں۔۔۔"فاطمہ کو بے بس انداز میں روتا دیکھ
عفان نے اپنے بازوؤں کا سہارا دیتے اسے
زبردستی زمین سے اٹھایا۔۔۔

"کیسے سنبھالوں خود کو۔۔۔؟؟؟

کیسے۔۔۔؟؟؟ پہلے ہی میری وجہ سے عثمان
کی جان چلی گئی اور پھر زینی پر فائرنگ۔۔۔
اور آج۔۔۔ آج میری وجہ سے جاوید بھائی

کی جان خطرے میں چلی گئی۔۔۔ مجھ سے
زیادہ منہوس اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہو
سکتا۔۔ "فاطمہ کی باتیں عفان کا سینہ
چھلنی کر رہی تھیں۔۔ اسے آج اس لڑکی پر
بے پناہ ترس آ رہا تھا جو شروع دن سے اب
تک صرف مصیبتیں ہی مصیبتیں جھیلتی آ
رہی تھی۔۔

"کچھ نہیں ہو گا انہیں۔۔ آپ پلیز رونا بند

کریں۔۔ بہت جلد سب کچھ ٹھیک ہو

جائے گا ان شاء اللہ۔۔" عفان تقریباً اسے

اپنے ساتھ لگائے کار کی طرف لا رہا تھا۔

عفان کو سمجھ آ چکا تھا کہ ہو نہ ہو یہ

ماسک مین ضرور ٹائیگر گروپ کا ہی ایک

ممبر ہے۔۔ اب وہ جلد از جلد اس اغوا کی

خبر کو اذلان تک پہچانا چاہتا تھا۔۔ وہ بھلے
ہی اذلان کے مشنر کے متعلق علم نہیں
رکھتا تھا لیکن وہ ان کے ٹائیگر گروپ سے
اچھی طرح واقفیت رکھتا تھا۔۔

عفان نے فاطمہ کو کار میں بٹھاتے
جے ڈی کی دی گئی چابی سے کار سٹارٹ
کر دی۔۔ ڈرائیونگ کے دوران وہ بار بار فاطمہ

کے روتے، بلکتے وجود کو بے بس نگاہوں
سے دیکھ رہا تھا۔

ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ دونوں پھر
سے ایان کے گھر میں آ گئے۔۔ کار کو پورچ
میں رکتے دیکھ فاطمہ اپنے بہتے آنسوؤں کو
صاف کرتی انیکسی کی جانب بڑھ گئی۔۔ یہ

منظر اذلان اور زینی دونوں نے ہی لاؤنج کی
کھڑکی سے براہ راست دیکھا تھا۔۔

"ایمان آپی۔ ی۔ ی۔ ی۔۔" ایمان فاطمہ
کو گھر کے اندر قدم رکھتے دیکھ زینی اس کی
طرف لپکی مگر وہ بنا کوئی رد عمل ظاہر کئے
روتے ہوئے کمرے کا دروازہ لاک کر
گئی۔۔

"انہیں کیا ہوا۔۔؟؟" زینی پریشان تاثرات
سمیت اذلان کو دیکھنے لگی تبھی عفان
دھیمی حال چال چلتے ہوئے انیکسی کے
اندر آگیا۔

"عفان بھائی۔۔۔ یہ چوٹیں کیسی۔۔ کیا ہوا
آپ کو۔۔" عفان کی سفید شرٹ پر جگہ

جگہ خون کے دھبے دیکھ وہ دونوں آگے

بڑھتے عفان کے پاس پہنچ چکے تھے۔

عفان نے ان کے استفسار پر روڈ پر درپیش

سارا واقعہ مختصراً ان کے گوش گزار کر دیا۔

"اوہ مائی گاڈ۔۔! جے ڈی کا

کڈنیپ۔۔" اذلان اپنی پیشانی کو دھیرے

سے مسلتے اس غیر متوقع صورتحال کو

سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ کسی کے
کڈنیپ کا سنتے زینی کا رنگ فق پڑ گیا۔۔
"میں زیان کو انفارم کرتا ہوں۔۔ وہ بھی
اس سچوایشن کو دیکھ لے گا۔" عفان
فاطمہ کے کمرے کو ایک نظر دیکھنے کے
بعد فون تھا مے انیکسی سے باہر چلا گیا۔

اذلان کی انگلیاں فون کی سکمرین پر تیزی
سے حرکت کر رہیں تھیں۔۔۔ وہ جے ڈی
کے فون کے ذریعے اس کی لوکیشن ٹریک
کرنے کے لئے کسی کو میسج پر آرڈر دینے
لگا۔۔۔ زینب کی وجہ سے وہ فون پر بات
کرنے سے گریز برت رہا تھا۔۔۔ کچھ ہی منٹوں
کے بعد وہ مختلف احکامات جاری کرتا

مصرف سے انداز میں انیکسی سے باہر
جانے کے لیے اپنے قدم آگے بڑھا ہی رہا
تھا کہ اسے اپنی سماعتوں میں زینی کی
تفکر آمیز آواز سنائی دی۔

"اذلان۔ن۔ن۔ن۔۔" زینی کی آواز میں
آنسوؤں کی آمیزش شامل تھی۔

"ہمم۔م۔۔" اذلان نے چونکتے ہوئے اپنا

رخ واپس موڑا۔

"ا۔۔ کچھ نہیں۔۔" زینی اپنی آنکھوں میں

تیرتی نمی کو فوراً حلق کے اندر اتار چکی

تھی۔ اسے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی آخر

اس نے اذلان کو آواز کیوں دی۔۔ اور

اسے کہنا کیا تھا اس لئے کنفیوز انداز میں

ہاتھ مسلنے کے بعد نفی میں سر ہلاتی اپنا
چہرہ نیچے جھکا گئی۔

"Don't worry

Zainab..!everything will
be alright soon... insha
Allah.."

اذلان زینی کی سپید پڑتی رنگت سے اس کی

اندرونی حالت کا اندازہ لگا چکا تھا۔۔

اسی لئے گہرا سانس بھرتے اس کے

قریب آیا اور پھر اس کا ہاتھ تھامے نرم

لہجے میں تسلی دینے کی بھرپور کوشش

کی۔۔

"آپ اپنا اور بھابھی کا خیال رکھیں۔۔۔ کچھ
ہی دیر میں گھر کے باقی سب لوگ آپ
دونوں کو یہاں سے لینے کے لئے آئیں
گے۔۔۔" اذلان نے خود کے اعصاب پر قابو
پاتے اسے اپنا خیال رکھنے کی تاکید کی۔
"اذلان آپ۔۔۔!" جانے کیوں زینب کو
اذلان کی فکر ہو رہی تھی۔۔۔ دل کسی انہونی

کے احساس سے بری طرح پھڑپھڑا رہا
تھا۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی آج اذلان ایک
پل کیلئے بھی اس کی آنکھوں سے دور
ہے۔

آج اپنے احساسات پر قابو پانا اس کیلئے
بہت مشکل ثابت ہو رہا تھا۔

"زینب۔۔! میں ٹھیک ہوں۔۔ جسٹ
ریلیکس۔۔ اوکے۔۔؟؟" زینب کی جھکی
پلکیں اور آنکھوں کے پپوٹوں میں تیرتی نہی
دیکھتے اذلان نے اس کے داہنے گال کو
آہستگی سے تپتپھایا اور پھر بنا اس کی
طرف دیکھے انیکسی سے باہر چلا گیا۔۔

اگر وہ ایک پل بھی مزید یہاں رکتا تو وہ
اپنے شوریدہ جذبات پر ہرگز قابو نہیں رکھ
سکتا تھا۔۔ اس لئے حالات کے پیش نظر
اس نے فوراً یہاں سے جانا ہی مناسب
سمجھا تھا۔۔۔

زینی کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا
کیا یہاں تک کہ وہ نگاہوں سے اوجھل نہ

ہو گیا۔۔ وہ اپنی منتشر دھڑکنوں سمیت دل
ہی دل میں ان سب کی سلامتی کی
دعائیں مانگنے لگی۔۔

کمرے کا دروازہ مسلسل ناک ہونے کی
وجہ سے فاطمہ نے بالآخر زینی کو اندر آنے
کی اجازت دے ہی دی۔۔ اور پھر خود واپس
بیڈ پر بیٹھے بلک بلک کر رونے لگی۔۔ زینی

اس کے لرزتے وجود کو سنبھالتی خود بھی
آنسوؤں سمیت رو رہی تھی۔



اطراف میں نگاہیں گھماتے جاوید کو وقت
کا بالکل بھی اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔ اس کا

وہود اس وقت ایک اندھیر نما کمرے میں
ایک کرسی کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔۔ اس
کی آنکھیں جلن کے مارے بار بار بند ہو رہی
تھیں۔۔ اور جسم اکڑا ہٹ کا شکار لگ رہا
تھا۔۔

تو اس بیدار ہوتے ہی اس کے ذہن کے
پردے پر روڈ کا واقعہ گردش کرنے لگا

تبھی اچانک ایک چررُ نما آواز کے ساتھ
کمرے کا دروازہ کھلا۔۔

اچانک باہر سے آتی تیز روشنی نے جاوید کی
آنکھوں کو چند پل کے لئے چندھیا سا
دیا۔۔ وہ اپنی آنکھوں کو بار بار جھپکتے خود کو
اس روشنی کا عادی بنا رہا تھا تبھی اسے اپنی

سماعتوں میں تین سے چار قدموں کی چاب
کی آواز سنائی دینے لگی۔۔

کچھ ہی سیکنڈز کے بعد ان میں سے ایک
آدمی نے دیوار پر لگے بورڈ کے سارے بٹن
ایک ساتھ پریس کر دیئے۔۔ پلک جھپکنے کی
دیر ہی تھی کہ سارا کمرہ زنگا زنگ روشنیوں
میں نہا گیا۔

اپنے وجود سے اٹھتی درد کی ٹیسوں سے
اسے اندازہ ہو رہا تھا وہ کافی گھنٹے سے
یہاں اسی کمرے میں اسی پوزیشن میں
رسیوں کے حصار میں جکڑا ہوا ہے۔۔
"کیسا لگ رہا ہے تمہیں پھر یہ چوہے بلی
کا کھیل ختم ہوتے دیکھنا۔۔؟" اکبر پاشا

نے جاوید کے پاس آتے شدید غصے کے

عالم میں اس کے بال نوچ لئے۔۔

منہ پر پٹی بندھے جاوید کے لبوں سے درد

کے مارے اک کراہ نما آواز تک نہ

نکلی۔۔ وہ ان غنڈوں کے سامنے خود کو

کمزور ثابت نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ بے بسی کی

انتہا ضرور تھی کیونکہ اس کے ہاتھ اور پاؤں

دونوں رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے وگرنہ
وہ اپنے ایک ایک وار سے ان سب کو زمین
بوس کرنے کی صلاحیت اپنے اندر محفوظ
رکھتا تھا۔۔

"گھوری کسے دکھا رہے ہو۔۔ ہاں۔۔؟؟"

کبیر پاشا اسے اپنے سامنے گرگڑاتے زندگی
کی بھیک مانگتے دیکھنا چاہتا تھا مگر جے ڈی

نے خود کے اعصاب پر قابو پاتے اس کی
اس دیرینہ خواہش کو پورا نہیں ہونے
دیا۔۔

اس کی سخت گھوری کو دیکھتے پاشا کی انا
اندر تک بلبلا اٹھی۔۔ اس نے طیش میں
آتے اس کے منہ پر پیچ رسید کیا اور پھر
اس کے جبروں کو سختی سے بھینچے سخت

لجے میں گویا ہوا جواباً جاوید نے اپنا سر زور
سے اس کے منہ پر مارتے اس کو دو قدم
پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔

"پاشا بھائی۔۔! اتنا سب کچھ ہونے کے
باوجود اس کی اکڑ ختم نہیں ہو رہی۔۔ میں
تو کہتا ہوں گولی سے اڑا دیں اس سالے
کو۔۔ ابھی عقل ٹھکانے آ جائے

گی۔۔۔" پاس کھڑے آدمی نے پاشا کو
بروقت تھامے گرنے سے بچا لیا۔ اب وہ
چاپلوسی انداز اپناتے اپنی پاکٹ سے گن
نکالتے پاشا کو پکڑا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنے اس
عمل سے ثابت کرنا چاہتا تھا کہ وہ پاشا کی
عزت کی حد سے زیادہ فکر کرتا ہے۔

"میرے بس میں ہوتا تو یہی کرتا۔۔ بہت
تکلیف دی اس نے مجھے۔۔ ہر ایک پل کا
حساب لینا چاہتا تھا مگر اس کی قسمت
اچھی ہے ناصر ملک اسے اپنے ہاتھوں سے
اذیت ناک موت دینا چاہتا ہے۔۔ ورنہ میں
تو۔۔" خونخوار نظروں سے گھورنے کے بعد
اس نے آگے بڑھتے پھر سے ایک زوردار

مکا جاوید کے منہ پر دے مارا۔۔ اس کا بس
نہیں چل رہا تھا ورنہ اس کی ایک ایک بوٹی
اپنے ہاتھوں سے نوچ لیتا۔

”چلیں کوئی نہیں پاشا بھائی۔۔! ملک
صاحب بھی بس پہنچنے ہی والے ہیں اس
میں کتنا ٹاٹم ہے۔۔ جب آپ اپنی آنکھوں
کے سامنے اس کو ایک دردناک موت

مرتے دیکھیں گے تب آپ کو بھی دلی
سکون مل جائے گا۔۔ "دوسرے آدمی نے
رسٹ واچ پر اچنتی نگاہ ڈالتے انہیں تھوڑا
تحميل سے کام لینے کا اشارہ کیا۔
اب وہ تینوں وہیں سامنے موجود کرسیوں پر
بیٹھے آپس میں باتیں کرنے لگے۔۔

جے ڈی گہرا سانس بھرتے اپنی آنکھیں
شدت سے موند گیا۔۔ اسے اس وقت اپنی
موت صاف دکھائی دے رہی تھی مگر اسے
پرواہ تھی تو صرف اپنے مشن کی وہ کسی
صورت اس مشن کو روکنا نہیں چاہتا تھا۔

ابھی اسے سوچتے کچھ ہی منٹ گزرے
تھے کہ اچانک اس کی پیٹ کی پاکٹ میں
رکھا فون بج اٹھا۔۔

"یہ فون کس کا بج رہا ہے۔۔؟؟" کبیر
پاشا نے چونکتے ہوئے اطراف میں نگاہیں
گھمائیں تبھی انہیں پتا چلا کہ یہ مخصوص

گھنٹی کی آواز کسی اور کے فون کی نہیں
بلکہ جے ڈی کے پاس سے آرہی ہے۔
"دو ادھر مجھے۔۔" اکبر پاشا نے آدمی کے
ہاتھ سے فون جھپٹنے کے انداز میں پکڑ لیا۔
"اوہو۔۔۔ یہ تو کسی شمسہ کا فون ہے
بھئی۔۔" ان سب کی مکروہ ہنسی نے

جے ڈی کا پارہ ساتویں آسمان تک پہنچا

دیا۔۔۔

"اف یار شمسہ۔۔! آج ہی کہ دن فون

کرنا تھا آپ نے۔۔؟؟؟" جے ڈی بے بس

لجے میں صرف سوچنے پر ہی اکتفا کر

سکا۔۔ ہمیشہ اس کا دل شدت سے تمنا کرتا

تھا کہ کبھی شمسہ بھی اس کی فکر اور

محبت میں یاد کرتے اسے فون کرے مگر
شمسہ نے آج سے پہلے اس کو کبھی فون
نہیں کیا۔۔ آج اپنے فون پر شمسہ کا فون
دیکھ جے ڈی کو اپنی اس خواہش پر جی بھر
کرتاؤ آ رہا تھا۔

”شکل سے تو بڑا شریف لگتا تھا۔۔ اب
حرکتیں دیکھو اس کی۔۔“ کبیر پاشا نے

تحقیر آمیز انداز میں طنزیہ جملہ کسنا ضروری
سمجھا تھا۔

"پاشا بھائی۔۔! بیوی تو نہیں ہو سکتی اس
کی۔۔ شادی جو نہیں ہوئی ابھی تک۔۔ اور
ویسے بھی بیویاں کہاں یاد کرتی ہیں کسی کو
کجا فون کرنا۔" اکبیر پاشا کے ساتھ بیٹھا

آدمی اپنے ساتھی کے ہاتھ پر تالی مارتے
کھسیانی انداز میں قہقہے لگا رہا تھا۔

جے ڈی کھا جانے والی نظروں سے اس

خبیث آدمی کی ساری باتیں سن رہا

تھا۔۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ کسی طرح

اس کے ہاتھ کھل جائیں اور وہ ان سب

کا منہ توڑ کر رکھ دے۔۔ قہقہوں کے دوران

بند ہوتے فون پر پھر سے شمسہ کی کال
آنے لگی تھی۔

"کچھ زیادہ ہی یاد کر رہی ہے۔۔۔ دیکھو فون
پر فون آ رہا ہے۔۔ لگتا ہے اس کی کوئی
گرل فرینڈ ہے۔۔"

"یہ تم دونوں کیسی احمقانہ باتیں کر رہے
ہو۔۔ ہم جیسے غنڈوں کی گرل فرینڈز نہیں

ہوتیں۔۔۔ ہاں البتہ کال گرل ضرور بول
سکتے ہو۔۔۔ "اکبیر پاشا اچھے سے جانتا تھا
جے ڈی یہ بات سن کر غصے سے کھول
اٹھے گا۔

اس کی توقع کے عین مطابق جے ڈی شدید
غصے میں آتے اپنی چٹیر اٹھا اٹھا کر نیچے
پھینکتا خود کو آزاد کرنے کی کوشش کر رہا

تھا مگر رسیاں اتنی مضبوطی سے باندھی گئی
تھیں کہ اس کی ہر کوشش بیکار ثابت ہو
رہی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں اترتی خون
کی لالی اس کی اندرونی حالت کی واضح
غمازی کر رہی تھی۔

"ہا ہا غصہ دیکھو اس کا۔۔۔! لگتا ہے اب
مجھے اس لڑکی کو خود سے کال کر کے

اپنے پاس بلانا پڑے گا۔۔۔۔۔ تم فکر مت
کرو جاوید۔۔ اپنا دل بہلانے کے لئے جتنی
قیمت تم اسے دیتے ہو اس سے دوگنی
قیمت دے دوں گا۔۔۔ پھر تو وہ تمہاری
شمسہ خوش ہو جائے گی نا۔۔؟؟؟ "اپنی
ہونے والی بیوی کے بارے میں اتنے گھٹیا
الفاظ سنتے جے ڈی کی رگیں تن کر اوپر کو

پھول چکی تھیں۔۔۔ اس کا تیز تیز چلتا ہاتھ
کسی نوکیلی چھری کی طرح اس رسی کو
کاٹ رہا تھا۔

اس کی ہیجان انگیز کیفیت اور جنونی انداز
کبیر پاشا سمیت وہاں موجود تمام نفوس کو
فلک شگاف قہقہے لگانے پر مجبور کر رہا تھا۔



روشان نے جیسے ہی ضرار کی ناساز طبیعت
کا سنا فوراً کراچی پہنچ گیا۔ اس کی ماں
شکیدہ بیگم بھی چونکہ فاطمہ سے آمنہ بیگم
کی تعزیت کرنا چاہتی تھی اس لئے وہ بھی
اس کے ساتھ ہی آئی تھیں۔۔۔ ضرار روشن
کو اتنے دنوں بعد اپنے سامنے دیکھ کافی

خوش دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا موڈ بھی
پہلے کی نسبت قدرے بہتر لگ رہا تھا۔
روشان اور شکیدہ بیگم کی اچانک آمد سے
انجان گھر کے باقی سب لوگ کہیں گئے
ہوئے تھے۔۔

شکیدہ بیگم، روشن اور ضرار تینوں اسوقت
لان میں بیٹھے ہلکی پھلکی گفتگو کرنے میں

مصرف تھے۔۔ تبھی اذان کی آواز سنتے
شکیدہ بیگم نماز ادا کرنے کے لئے وہاں
سے اٹھ بیٹھیں۔

ضرار خود انہیں گلیسٹ روم تک لے جانا
چاہتا تھا مگر روشن زبردستی اس کو وہیں
بیٹھنے کا کہتے اپنی ماں کے ہمراہ گھر کے
اندرا آ گیا۔۔ وہ ایک دو بار پہلے بھی ضرار کے

ساتھ اس گھر میں آچکا تھا اس لئے
راستوں اور کمروں سے اچھی طرح واقفیت
رکھتا تھا۔

وہ اپنی ماں کو گیسٹ روم کا دروازہ دکھاتے
واپس کوریڈور میں آ گیا۔۔ ابھی وہ داخلی
دروازے سے چند فٹ کی دوری پر ہی تھا
کہ اچانک ایک ادھ کھلے دروازے سے باہر

آتی آوازوں نے اس کے قدم اپنے مضبوط
حصار میں جکڑ لئے۔

"یار اذلان۔۔! یہ پلان کام تو کرے گا
نا۔۔ جے ڈی کی جان اسوقت خطرے میں
ہے۔۔۔ مجھے بہت فکر ہو رہی ہے اس
کی۔۔" زیان کا انداز تفکر آمیز تھا۔

"م-م-م- میرے جے ڈی چلیو۔۔۔چ۔۔۔چلیو
کی جان خطرے میں۔۔۔"روشان کو اپنی آواز
حلق کے اندر ہی کہیں دم توڑتی محسوس
ہوئی۔

"زیان۔۔۔!جے ڈی کی جان بچانے کے لیے
میں کسی بھی حد سے گزر جاؤں گا۔۔۔وہ
صرف ایک کولیگ ہی نہیں بلکہ میرا بہت

اچھا دوست بھی ہے۔۔ اس کے اور
ہمارے تعلقات بالکل فیملی کی طرح
ہیں۔۔ "روشان کے قدم پل بھر کیلئے
لڑکھڑا سے گئے۔۔

"اور آج تو اس نے ہماری خاطر اپنی زندگی
خطرے میں ڈالتے عفان بھائی اور فاطمہ
بھابھی کی جان بچائی ہے۔" اذلان اسوقت

سر کو نیچے جھکائے اپنی جرابوں کے اندر
مختلف اقسام کی پنر اور نوکیلی چھریاں اٹکا رہا
تھا۔۔

"چلو پھر اللہ کا نام لے کر نکلتے ہیں اس
مشن پر۔۔" زیان نے اس کے شانے کو
دھیرے سے تھپکتے اپنی پسٹل پیٹ کی
پاکٹ میں اٹکالی۔

روشان پریشان چہرہ لئے اس منظر سے دور

ہٹ گیا

"زیان۔۔! موبائل کی چپ سے لوکیشن تو

میں ٹریس کر چکا ہوں۔۔ بس اب اللہ تعالیٰ

سے دعا ہے کہ وہ جے ڈی کو اپنے حفظ و

امان میں رکھے۔۔ ان شاء اللہ ہم بہت جلد

پہنچ جائیں گے اس کے پاس۔۔" اسوقت

وہ ٹائیگر کا روپ دھارے نک سک تیار کھڑا
تھا۔۔ بس چہرہ ماسک سے ڈھانپنا باقی رہ گیا
تھا۔۔ ماسک وہ ہمیشہ گھر سے باہر جا کر
ہی لگایا کرتا تھا۔۔

"ان شاء اللہ۔۔" اب وہ دونوں گہرا سانس
بھرتے کمرے سے باہر آ گئے۔۔ کوویڈور
میں قدم رکھتے ہی ان کے تاثرات یکسر

تبدیل ہو گئے۔۔۔ اب وہ دونوں دوستانہ انداز
میں چلتے باہر پورچ تک آئے اور پھر اپنی
اپنی کار میں بیٹھے متعلقہ مقامات کی طرف
چلے گئے۔

روشان شکستہ چال چلتے راہداری عبور کر رہا
تھا کہ اچانک اس کی پاکٹ میں رکھا موبائل

اپنی مخصوص گھنٹی سمیت زور و شور سے بجنے
لگا۔

"ہیلو۔ و۔ و۔۔" شمسہ کا فون دیکھ روشن
کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تیرنے لگی۔۔
"السلام علیکم۔۔! روشن۔۔ کیسی طبیعت
ہے آپ کی۔۔؟؟" شمسہ نے فکر مند لہجے
میں پوچھا۔ جانے کیوں آج اس کا دل

کسی انہونی کے احساس کے تحت مسلسل
ڈوبا جا رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ جے ڈی کو
کال کرتی رہی مگر اس نے ریسپو نہیں
کی۔۔ اس بیچارے کے بس میں ہوتا تو ریسپو
کرتا نا۔۔

اس لئے اپنے ذہنی سکون کی خاطر اس
نے روشن کو کال ملا دی تاکہ وہ سب کی
خیریت دریافت کر سکے۔۔

"جج۔ج۔۔۔ می شمسہ آنٹی میں ٹھیک
ہوں۔۔۔" روشن کی آواز نہ چاہتے ہوئے
بھی رندہ سی گئی۔۔

"دراصل روشن۔۔ بات یہ ہے کہ۔۔ صبح
سے میرا دل عجیب گھبراہٹ کا شکار ہو رہا
ہے۔۔ مانو ایسا لگ رہا ہے جیسے کچھ ٹھیک
نہیں ہے۔۔ آپکے چلو۔۔ وہ ٹھیک تو ہیں
نا۔۔؟؟؟"

"آپکی بات ہوئی ان سے۔۔ میرا تو فون ہی
ریسیو نہیں کر رہے۔۔" شمسہ نے لب
کچلتے اپنی کیفیت کو لفظوں کا سہارا دیا۔۔
"شمسہ آنٹی۔۔ میرے چاہو۔۔۔۔ انہیں
کسی نے۔۔ ک۔۔ کڈنیپ۔۔ کر لیا
ہے۔۔۔۔" بات کے آخر میں روشن اپنا
ضبط کھوتے بالآخر آنسوؤں سمیت رو دیا۔۔

جے ڈی صرف اس کا چلچو نہیں تھا۔۔
اس نے روشن کی پرورش ایک باپ بن
کر کی تھی۔۔ وہ اسکی ہر چھوٹی سی چھوٹی
خواہش کا خود خیال رکھتا تھا تاکہ اسے کبھی
بھی اپنے باپ کی کمی محسوس نہ ہو۔۔
آج اس کے کڈنیپ کی خبر سنتے وہ خود
کے اعصاب پر قابو نہیں رکھ پا رہا تھا۔

"اگ۔ کڈنیپ۔۔؟؟" شمسہ کے حلق سے

بے ساختہ چیخ نما آواز برآمد ہوئی۔۔

"جی۔۔" روشن کے تصدیق کرنے کی دیر

ہی تھی کہ شمسہ اپنے چکراتے سر سمیت

وہیں بیہوش ہو کر نیچے گر گئی۔۔

موبائل ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرتے

اسکرین کے اوپر گہرے نشانات چھوڑ گیا۔

روشان کو ایکدم کچھ گرنے کی آواز کے
ساتھ ہی یکلخت کئی اور آوازیں بھی سنائی
دیں شاید کسی ملازم نے کھلے دروازے
سے شمسہ کو بے ہوش ہوتے اپنی آنکھوں
سے دیکھ لیا تھا۔

روشان فون واپس پاکٹ میں رکھتے لان میں آ
گیا جہاں ضرار اس کے آنے کا ہی ویٹ
کر رہا تھا۔

"اتنی دیر لگا دی۔۔۔؟؟ سب
خیریت۔۔۔؟؟" ضرار لمبے لمبے ڈگ بھرتے
فوراً اس کے پاس پہنچ گیا شاید وہ بھی اندر
اسے ہی دیکھنے جا رہا تھا۔

"ارے روشن۔۔! روشن یار کیا ہوا۔۔ اس طرح رو کیوں رہے ہو۔۔؟؟" روشن کو بنا کچھ کہے آنسوؤں سمیت روتا دیکھ ضرار کی آنکھیں حیرت کے مارے اپنا حجم مزید پھیلا گئیں۔۔

ضرار کے پرزور اصرار پر روشن نے اسے جے ڈی کے کڈنیپ کی خبر سے آگاہ کر

دیا۔۔ جیسے جیسے وہ اسے صورتحال کے
بارے میں بتا رہا تھا ضرار کے پاؤں تلے
زمین سرکتی جا رہی تھی۔



مختلف راستوں کو عبور کرتے ٹائیگر اس

وقت اپنے مخصوص حلیے سمیت مقررہ جگہ

پر پہنچ چکا تھا۔

اس خستہ حال بلڈنگ کو دور سے دیکھتے ہی

ٹائیگر کو اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ ہو

نہ ہوا انہوں نے اس بلڈنگ کے تہہ خانے

میں ہی جے ڈی کو کڈنیپ کر کے رکھا ہو

گا۔۔

اذلان اپنی اوپری پاکٹ میں ریوالور کو چیک
کرتے محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگا۔۔ اس
کی عقاب نگاہیں اسوقت بلڈنگ کے چاروں
اطراف گھوم رہی تھیں۔

زیان کو وہ لاہور بھجوا چکا تھا کیونکہ اسے
اب ہر حال میں ناصر ملک کا تختہ الٹ کر
رکھنا تھا۔۔ اس وقت وہ اپنے چند ایک
گروپ کے ممبرز کے ساتھ یہاں آیا
تھا۔۔ باقی سب لوگ وہیں کھڑے ٹائیگر
کے اگلے اشارے کا انتظار کر رہے تھے

"اتنی بڑی بلڈنگ اور سیکیورٹی کا کوئی

انتظام نہیں۔۔۔ ہاؤ از دیٹ

پاسیبل۔۔۔؟؟" اذلان راستوں کو کلیئر دیکھ

دھیمے لہجے میں بڑبڑاتا آگے بڑھ رہا تھا۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی ٹریس کی گئی

لوکیشن کے مطابق یہ وہی ایریا تھا جہاں

جے ڈی کو رکھا گیا تھا۔۔ اگر اسوقت

جے ڈی یہاں موجود ہوتا تو وہ لوگ ضرور
آس پاس ہائی الرٹ سیکیورٹی گارڈز رکھتے۔۔۔
"کہیں انہوں نے جے ڈی کو کچھ۔۔۔"
یہاں کسی ذی روح کا نام و نشان نہ دیکھ
اس کے ذہن کے پردے پر خطرے کی
کئی گھنٹیاں ایک ساتھ بجنا شروع ہو چکی
تھیں۔

اذلان نفی میں سر جھٹکتے اپنی منفی سوچوں
کو خیرباد کہتا بلڈنگ کے مختلف فلورز چیک
کر رہا تھا۔

"جے ڈی یار۔۔! کہاں ہو تم۔۔؟؟" اذلان
نے اپنی منتشر دھڑکنوں سمیت تہہ خانے
کے دروازے کا لاک توڑ دیا۔۔ اب وہ
ماسک زدہ چہرے سمیت پسٹل ہاتھ میں

تھامے ایک جھٹکے سے اندر داخل ہوا مگر
سامنے کا منظر اس کا دل دہلا دینے کے
لیے کافی تھا۔۔

ساری کی ساری لائٹس ویسے ہی آن
تھیں۔۔ ہال نما کمرے کے وسط میں موجود
کرسی پر سرخ خون کے دھبوں کے نشانات
اسے اپنی مٹھیوں کو سختی سے بھینچنے پر

مجبور کر چکے تھے۔۔ اب وہ شعلہ برساتی
نگاہوں سمیت نیچے جھکتے اس کرسی کے
ساتھ بندھی رسی کو چھو رہا تھا۔۔

اذلان کمرے کے اطراف میں نگاہ گھماتے
کوئی سراغ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا
کیونکہ ایجنسی میں اس چیز کی بہت اچھے
سے تربیت کی جاتی تھی۔۔

وہاں موجود ہر ممبر اس بات سے واقفیت رکھتا تھا۔۔ اگر کوئی سیکرٹ ایجنسی ممبر ویسے ہی کڈنیپ ہو تو وہ اپنے پیچھے ایک مخصوص سائن ضرور چھوڑ جاتا ہے۔ اور اگر کوئی ممبر مشن پر کام کے دوران کسی غیر ملکی ایجنسی کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اپنے پیچھے اپنا ایک مخصوص سائن چھوڑ جاتا

ہے۔۔۔ اذلان اس سائن کو ڈھونڈنے کے
ساتھ ساتھ دل سے دعا بھی کر رہا تھا کہ
وہ سائن صرف ایک کڈنیپنگ کا ہی ہو مگر
کرسی کی داہنی سطح کو نیچے جھک کر دیکھنے
پر اذلان کو اپنی امیدوں پر پانی پھرتا محسوس
ہوا تھا کیونکہ کرسی پر بنایا گیا سائن اس
بات کو واضح بتا رہا تھا کہ جے ڈی اسوقت

کسی غیر ملکی سیکرٹ ایجنسی کے ہاتھ لگ
چکا ہے۔۔

"اس کا مطلب میرا شک صحیح تھا۔۔ ان
کے ساتھ وابستہ QP کے تعلقات صرف
نہیں ہیں بلکہ یہ سب لوگ اس خفیہ
نیٹ ورک کے ذریعے کسی غیر ملکی ایجنسی
کے لیے کام کر رہے ہیں۔۔۔۔"

"اف میرے خدایا۔۔! یہ لوگ چند پیسوں
کی خاطر اپنا ضمیر تک بیچ چکے ہیں۔۔" اذلان
اپنے شک کو تصدیق میں بدلتا دیکھ کافی
افسردہ دکھائی دے رہا تھا۔

"ناصر ملک۔۔! اس غداری کی بہت بھاری
قیمت چکانی پڑے گی تمہیں۔۔ اور یہ قیمت
ٹائیگر تمہیں خود اپنے ہاتھوں سے دے

گا۔۔ وہ بھی سود سمیت۔۔ "اذلان کرسی
کو ٹھوکر مارتا بلڈنگ سے باہر آ گیا۔۔ سارے
راستے اس کے ہاتھ فون پر مسلسل حرکت
کر رہے تھے۔۔

"السلام علیکم۔۔! زیان۔۔" اذلان کا لہجہ
اس وقت سنجیدگی سے بھرپور لگ رہا تھا۔

"ہاں جی ٹائیگر۔۔! کچھ پتہ چلا ہے ڈی
کا۔۔ ہے کہاں وہ اسوقت۔۔؟؟" اذلان
اس وقت لاہور ایئرپورٹ سے اپنے آفس
کے لئے نکل رہا تھا۔
"جے ڈی اسوقت کسی اتجنسی کے ہاتھ
لگ چکا ہے۔۔ اب ہمیں ہر قدم بہت
سوچ سمجھ کر اٹھانا ہو گا۔۔"

"کیا۔۔؟؟ اوہ مائی گاڈ۔۔" زیان تفکر آمیز
تاثرات سمیت اپنی پیشانی دھیرے سے
مسلم رہا تھا۔۔ ڈرائیور نے بیک ویو مرر سے
اپنے ہنس مکھ باس کو اتنا پریشان ہوتے
دیکھا تو صرف گہرا سانس بھرنے پر ہی اکتفا
کر سکا۔

"جے ڈی کی لوکیشن بھی اب شو نہیں ہو
رہی۔۔ یقیناً انہوں نے موبائل سے اسکا سارا
بائیو ڈیٹا نکلوا لیا ہو گا۔" اذلان دور کی
کوڑی سوچ رہا تھا۔

"اچھا تو اس لئے انہوں نے اسے مارنے
کی بجائے یہاں سے کہیں اور شفٹ کر
دیا۔۔ اور موبائل سے بھی چپ نکلوا دی

تاکہ کوئی انہیں ٹریس نہ کر سکے۔۔۔" زیان
بھی معاملے کی تہہ تک رسائی حاصل کر
چکا تھا۔

"لیکن اس وقت وہ ہے کہاں۔۔۔ ایک
حساب سے تو یہ مثبت سائن ہے کیونکہ
اس کی جان اس موت نامی خطرے سے
بچ گئی لیکن کسی سیکرٹ ایجنسی کے ہاتھ

لگنا۔۔ یہ بہت پریشان کن بات
ہے۔۔ "زیان کے ماتھے پر از حد پریشانی کے
مارے پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار
ہونے لگے۔۔

وہ دونوں اسوقت کوڈ ورڈز میں بات کر رہے
تھے۔

"مجھے جے ڈی پر پورا بھروسہ ہے وہ اپنی
جان تو دے گا مگر اپنے ملک پاکستان کی
سلامتی پر کوئی آنچ نہیں آنے دے
گا۔۔" اذلان کا لہجہ اسوقت کافی پراعتماد
دکھائی دیا۔

"بالکل صحیح کہہ رہے ہو۔۔ اب ہمیں ہر
حال میں جے ڈی کو ان غیر ملکی ایجنسیوں

کے چنگل میں جانے سے پہلے ہی چھڑوانا
ہو گا نہیں تو وہ اس کو ٹارچر کر کر
کے۔۔ "زیان بے ڈی کے درد کو محسوس
کرتے اپنی بات تک مکمل نہیں کر پا رہا
تھا۔

"میں اس کے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہونے
دوں گا۔۔ ان شاء اللہ ہمارے اگلے پلان

کے ذریعے ہم بہت جلد جے ڈی تک پہنچ
جائیں گے۔۔ "ٹائیگر اسوقت کار میں بیٹھے
لیپ ٹاپ کھولے ایک پلان ترتیب دے رہا
تھا۔۔

"ان شاء اللہ۔۔" زیان نے بھی زیر لب
دہرایا۔۔ اب وہ دونوں پورے انہماک سے

جے ڈی تک پہنچنے کے لیے اگلا لائحہ عمل
طے کرنے لگے تھے۔



جے ڈی ہوش میں آتے ہی اپنی بھینچی
پلکوں کو بمثل ایک دوسرے سے جدا

کرتے اطراف میں دیکھنے لگا۔۔ ذرا سا ہلنے پر
اسے اپنے وجود کے انگ انگ میں درد
سرایت کرتا محسوس ہوا۔۔ اس وقت اس
کے ہونٹ سو جن کا شکار لگ رہے تھے۔
آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے اس کی ابتر
حالت کی واضح عکاسی کر رہے تھے۔۔۔

کبیر پاشا اور ناصر ملک کے تشدد کی وجہ سے
اسے اپنے سر کے بالوں میں چیونٹیاں سی
رینگتی محسوس ہوئیں تو بے اختیار اپنے
ہاتھوں کو اوپر اٹھانے لگا۔ اس کی یہ
کوشش ناکام ہو گئی کیونکہ اس کے ہاتھ
ابھی تک ایک رسی میں ہی بندھے ہوئے
تھے۔ مسلسل خود کو آزاد کرنے کی

کوشش میں اس کی کلائیوں پر نیلے سرخ
نشان پڑ چکے تھے۔

حد درجہ نقاہت و کمزوری کے باعث اس
میں اب مزید ہمت بھی نہیں بچی اسی
لئے وہ بے اختیار تھکے ماندے انداز میں سر
کو کرسی کی پشت سے ٹکائے اپنی آنکھوں
کو سختی سے موند گیا۔۔ اب وہ ان لمحوں کو

سوچ رہا تھا جو اسے اس خستہ حال بلڈنگ
سے یہاں لانے کا موجب بن چکے
تھے۔۔ اس کے ذہن کے پردے پر فوراً
کبیر پاشا کی آوازیں بازگشت بن کر گونجنے
لگیں۔

"پاشا بھائی ملک صاب ابھی تک آئے
کیوں نہیں۔۔؟؟" پاشا کے ساتھ کھڑے

آدمی نے جے ڈی کو دیکھتے بیتابی سے پوچھا
جیسے جے ڈی کے مرنے کا سب سے زیادہ
انتظار اسی کو ہی ہے۔

"تھوڑا صبر رکھ شیدے۔۔۔ مجھ سے زیادہ تو
تجھے اس کے مرنے کا انتظار
ہے۔۔۔ خیریت تو ہے نا۔۔۔؟" اکبر پاشا کا
ابرو بے ساختہ اوپر کو اٹھ گیا۔

"ہاہاہا نہیں بھائی۔۔! وہ تو میں بس ویسے
ہی۔۔" ارشید کے چہرے پر کمینی مسکراہٹ
ابھری۔

"ایسے ویسے کوئی نہیں پاشا بھائی۔۔! جس
دن ملک صاحب کسی دشمن کو اپنے
ہاتھوں موت کے گھاٹ اتارتے ہیں
نا۔۔ اس دن پارٹی^ط کے ساتھ ساتھ تمام

ورکرز کو الگ سے بونس بھی دیتے ہیں۔۔۔
اسی لیے یہ اتنی بے صبری دکھا رہا ہے۔"
رشید کے ساتھ بیٹھے آدمی نے اس کے سر
پر چپت لگاتے ساری پول کھول دی۔
"اس کو مرتے دیکھنا میری اولین خواہش
بن چکی ہے۔۔۔ بہت خون جلایا ہے اس

سالے نے تیرے بھائی کا۔۔ "کبیر پاشا کا

ایک ایک لفظ زہر میں ڈوبا ہوا تھا۔

"میں تو اپنے ایک ایک قطرے کا حساب

خود اس سے لینا چاہتا تھا مگر ملک صاحب

کے آگے کہاں کسی کی چلتی ہے۔۔"

کبیر پاشا ابھی بھی جے ڈی کو ہی سرد

نگاہوں سے گھور رہا تھا۔۔

جے ڈی کی آنکھوں میں بے پناہ دلیری اور

ہمت دیکھ اس کی انا بری طرح کھل رہی

تھی تبھی دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ تینوں

ایک ساتھ چونکتے ادھر متوجہ ہوئے۔

"بالآخر ملک صاحب آ ہی گئے۔۔" رشید نے

خوشامدی لہجہ اپنایا۔۔

ناصر ملک چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ
سجائے فاتحانہ انداز میں چلتا تہہ خانے کے
ہال نما کمرے میں داخل ہو گیا۔۔۔ فل سوڈ
بوٹڈ ڈریسنگ اس کے چہرے کی رونق میں
مزید اضافے کا سبب بن رہی
تھی۔۔۔ جے ڈی کو دور سے ایک نظر دیکھتے
ہی اس نے بلیک سن گلاسز اتارتے اپنے

ساتھ آنے والے سکیورٹی گارڈ کو پکڑا

دیئے۔۔

"آئیے آئیے ملک صاحب۔۔! ہم آپ کے

آنے کا ہی انتظار کر رہے تھے۔۔" رشید

نے چاپلوسی انداز اپناتے کرسی اچھے سے

جھاڑ کر نادیدہ گرد صاف کی اور پھر ناصر

ملک کو بیٹھنے کے لئے ایک صاف ستھری
جگہ فراہم کی۔

ناصر ملک کرسی کو گھسیٹتے جے ڈی سے
کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔ اس کی حد درجہ
خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہو
رہی تھیں۔

"شیدے ملک صاحب اسے تڑپا تڑپا کر مارنا
چاہتے ہیں۔۔ اتنی دیر تک بھوکا پیاسا رکھنے
سے اس عمل کی باقاعدہ شروعات بھی کی
جا چکی ہے۔۔ ہے نا ملک
صاحب۔۔؟؟" کبیر پاشا کو یک گونہ سکون
محسوس ہوا کیونکہ ناصر ملک اسوقت جے ڈی

کو ہی خوشخوار نظروں سے دیکھ کم گھور زیادہ
رہا تھا۔۔

"پاشا۔۔! تصدیق کی کیا ضرورت۔۔ میری
سوچوں کو تم سے زیادہ بہتر اور کوئی نہیں
پڑھ سکتا۔۔" ناصر ملک کے چہرے پر
اسوقت مبہم مسکراہٹ رینگتی محسوس
ہوئی۔

"لیکن ملک صاحب کچھ مہینوں پہلے تک تو
آپ کے لیے بس یہی جاوید ہی اہمیت رکھتا
تھا۔۔۔ مجھے تو آپ تقریباً بھول ہی گئے
تھے۔۔۔" کبیر پاشا شکوہ کناں نگاہوں
سمیت گویا ہوا۔۔۔ وہ ابھی بھی حسد کی آگ
میں جل کر راکھ ہوئے جا رہا تھا۔

"بس۔ س۔ س۔۔ اسی بات کا تو بدلہ لینا
ہے اس غدار سے۔۔ میرے بھروسے کو
توڑا ہے اس نے ناصر ملک کے بھروسے
کو۔۔ اس کی غداری کی وجہ سے آج میرا
سب سے اعتبار اٹھ گیا۔" ناصر ملک ایک
ایک لفظ کٹیے لہجے میں ادا کر رہا تھا۔ اب
وہ بات کے آخر میں اپنی پاکٹ سے پسٹل

نکالتے مہارت سے ہاتھوں کی انگلیوں میں
گھما رہا تھا۔

"ملک صاحب۔۔! جب کسی شخص پر بھرم
زیادہ ہو اور پھر وہی آپکا مان نہ رکھے تو دل نا
چاہتے ہوئے بھی کئی ٹکڑوں میں بٹ جاتا
ہے۔" یہ اداس جملہ صرف کبیر پاشا کی
سوچوں تک ہی محدود رہ سکا۔

کسیر پاشا کو ناصر ملک پر کچھ زیادہ ہی مان
تھا۔۔ اسے لگتا تھا ناصر ملک کی زندگی میں
پہلے اس کی حیثیت اس کے دائیں بازو کی
سی تھی مگر جاوید کی آمد کے بعد اس کی
حیثیت صرف ایک معمولی ورکر کی حد تک رہ
گئی۔۔

جاوید اسوقت چپ سادھے بس انکی کاروائی
دیکھ رہا تھا۔

"ملک صاحب۔۔! میں آپکی حالت سمجھ
سکتا ہوں جب ایک قریبی شخص آپکے اعتبار
کو ٹھیس پہنچائے تو کسی دوسرے پر
بھروسہ کرنا واقعی بہت مشکل ہو جاتا۔"

کسیر پاشا نے اس کے غصے کو مزید ہوا
دے دی کیونکہ وہ ناصر ملک کو جے ڈی
کی طرف اپنے قدم بڑھاتے دیکھ چکا تھا۔
یہاں موجود ہر شخص بخوبی جانتا تھا کہ اب
ناصر ملک جے ڈی کا کیا حال کرے گا
کیونکہ وہ لوگ یہ قیامت خیز مناظر پہلے بھی

کئی بار اپنی آنکھوں کے سامنے وقوع پذیر
ہوتے دیکھ چکے تھے۔

"جاوید۔۔! جاوید۔۔۔ جاوید۔۔ ہم۔۔" ناصر

ملک نے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ
سجائے اس کی کرسی کے گرد ایک چکر
لگایا تھا۔۔

"بہت اچھا کھیل کھیلا تم نے میرے
ساتھ۔۔ جس طرح تم نے مجھے ایک کھٹ
پتلی کی طرح استعمال کیا تھا نا اب میں
بھی تمہیں ویسے ہی تڑپا تڑپا کر ماروں
گا۔۔" ناصر ملک نے اس کے سامنے آتے
ہی اپنا چہرہ اس کی طرف گھمایا اور ایک
زرو آور پنچ اس کے منہ پر دے مارا۔

جاوید کے لبوں سے بے ساختہ ہلکی کراہ نما
آواز برآمد ہوئی۔۔

"تمہاری سانسوں کو ایسا تگنی کا ناچ نچاؤں
گا کہ آج تمہارے ساتھ ساتھ وہ بھی اپنے
ختم ہونے کی شدت سے تمنا کریں
گی۔۔" ناصر ملک اسے اذیت سے گزارنے

کے لئے پستل کی نوک کو اس کی گردن
کے اندر تک دھنسا چکا تھا۔۔

"لیکن۔۔ لیکن۔۔ لیکن۔۔ وہ تمہاری مرادوں
سے نہیں بلکہ تب ختم ہوں گی جب میں
چاہوں گا۔۔ جب میرا من بھرے
گا۔۔" جاوید کی گھٹی گھٹی آوازوں پر ناصر
ملک نے استہزائیہ انداز میں مسکراتے

ہوئے اپنے پسٹل کو تھوڑا پیچھے کیا اور اسے
کبیر پاشا کی جانب پھینک دیا جسے وہ کمال
مہارت کے ذریعے بروقت کچ بھی کر چکا
تھا۔

وہ ظالم شخص اسے اتنی آسان موت کیسے
دے سکتا تھا۔۔ اپنے اندر سلگتی آگ کو
بجھانے کے لئے اس نے اپنے ہاتھوں

سے اسے پیٹنا شروع کر دیا۔۔ وہ جبر کی
انتہا پار کرتے پے در پے اس کے پورے
وجود پر لاتیں اور مکے برس رہا تھا۔۔

مگر جے ڈی ایک مضبوط چٹان کی طرح اس
کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے اس کا ہر وار
جواں مردی سے برداشت کر رہا تھا۔

"تم کیا سمجھتے ہو تم نے اپنی قربانی دے
کر فاطمہ کو مجھ سے بچا لیا۔۔ ہم۔۔؟؟؟"

"ہا ہا ہا بیوقوف کہیں کے آج ہم نے
تمہارے سامنے صرف ایک جال پھینکا تھا
جس میں تم بری طرح پھنس بھی چکے
ہو۔۔" ناصر ملک نے شدید غصے میں آتے
اس کے بال اپنی مسٹھی میں جکڑ

لئے۔۔۔ اب وہ اپنا چہرہ اس کے چہرے سے
قرب تر کیے غرانے کے انداز میں بول رہا
تھا۔

”تمہیں مارنے کے بعد میرا اگلا پلان اس
کے نئے شوہر کو ہی جان سے مارنا
ہے۔۔۔ ایسے ہوں گے ایک تیر سے دو
شکار۔۔۔ ادھر وہ سالہ مرے گا اور ادھر

فاطمہ میری دلہن بن کر میرے قدموں

میں ہو گی۔۔۔"

"پاشا یار بس ایک بات کا مجھے افسوس

رہے گا۔۔۔ جاوید یہ سب حسین مناظر اپنی

آنکھوں سے دیکھ نہیں پائے گا۔۔۔ کیونکہ

تب تک تو یہ۔۔۔ چچ۔۔۔ چچ۔۔۔" ناصر ملک نے

ہاتھ ہوا میں لہرانے کے بعد پھونک مارتے

اوپر کی طرف اشارہ کیا۔۔ اس کا استہزائیہ

انداز دیکھتے جے ڈی کی رگوں میں خون

فوارے کی طرح دوڑنے لگا۔

ہاتھ اور پاؤں کرسی کے ساتھ بندھے

ہونے کی وجہ سے وہ بے بسی کی مورت بنا

ان سب کو ہنستے ہوئے قرآلود نگاہوں سے

دیکھ رہا تھا۔

ناصر ملک کا غصہ ابھی ابھی ٹھنڈا نہ ہوا تو
بھاری بوٹوں سمیت کئی لاتیں ایک ساتھ
اس کے پیٹ پر مارنا شروع کر دیں
----ماسوائے کبیر پاشا کے باقی سب
لوگ اندر ہی اندر جے ڈی کی ہمت کو داد
دیئے بنا رہ نہ سکے۔۔

کچھ ہی منٹوں بعد ناصر ملک کو بری طرح
ہانپتے دیکھ ایک آدمی نے جلدی سے آگے
بڑھتے اس کو بیٹھنے کیلئے ایک کرسی دی
اور ساتھ میں پانی کا گلاس بھی فراہم
کیا۔ اس کا تنفس تیز تیز چلنے کی آواز
یہاں موجود ہر ذی روح اپنے کانوں سے
سن رہا تھا۔

جاوید اپنی چمکدار آنکھوں سمیت اس وقت
اپنا کام کرنے میں مصروف تھا۔۔ وہ جلد
از جلد اپنے ہاتھوں کو آزاد کروانا تھا جو
انہوں نے رسی کے ذریعے کافی مضبوطی
سے باندھ رکھے تھے۔

نامی شخص کا QP "ملک صاحب۔۔!"
فون آ رہا ہے۔۔ "فون کی سکرین پر نام اور

نمبر جلمگاتے دیکھ سکیورٹی گارڈ نے فون

باقاعدہ ناصر ملک کے ہاتھ میں تھما دیا۔

اس نام پر جاوید کے متحرک ہاتھ ایک پل

کیلئے رک سے گئے۔۔

صاحب۔۔! کیسے ہیں QP "ہیلو

آپ۔۔؟؟ "ناصر ملک آج کافی خوشگوار موڈ

میں تھا اس لئے دوستانہ لہجے میں بات کا
آغاز کیا۔

"میں تو ٹھیک ہوں یار۔۔!! سنا ہے تم
نے اس غدار کو ڈھونڈ نکالا جس نے
ہمارے ڈرگنز کے سارے ٹرکوں کی اطلاع
کا QP پولیس کو دی تھی۔۔" یہ خبر سنتے
چہرہ بھی خوشی کے مارے کھل اٹھا تھا۔۔

"بالکل۔۔! یہی سمجھیں۔۔ ابھی اسی غدار
سے ہی نمٹ رہا ہوں۔۔ دیکھیے گا اس
سالے کو سسک سسک کر مرنے پر مجبور
نہ کر دیا تو میرا نام بھی ناصر ملک
نہیں۔۔ مجھے دھوکا دیا اس نے
مجھے۔۔" ناصر ملک نے اس پر کچھ زیادہ ہی
بھروسہ کر لیا تھا۔۔ جاوید کو دیکھتے ہی اس

کے اندر کی آگ اپنے شعلوں سمیت پھر
سے بھڑک اٹھی تھی۔

"ملک۔۔! تم اسے کچھ نہیں کرو
گے۔۔ میں تمہیں اس کی جان کی منہ مانگی
قیمت دینے کے لئے تیار ہوں۔۔ بس اسے
محفاظت میرے آدمیوں کے حوالے کر

نے اسے بلینک چیک کا لالچ QP دو۔۔۔"

دیا تھا۔

-- نہیں۔۔۔۔ یہ نہیں ہو QP "نہیں

سکتا۔۔ اس جاوید نے کئی عرصے تک مجھے

اپنی انگلیوں کے اشاروں پر نچایا۔۔ اپنی

بے عزتی کا بدلہ میں ہر صورت میں لوں

گا۔۔ یہ پیسہ میرے بدلے کے مقابلے میں

کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔" ناصر ملک شدید

غصے کے مارے تلملا اٹھا۔

جے ڈی کا ایک ایک پور سماعت بنا ان کی

ساری باتیں سننے اور سمجھنے کی کوشش کر

رہا تھا۔۔۔ اسے اسوقت صرف ناصر ملک کی

آواز سنائی دے رہی تھی۔

"سمجھنے کی کوشش کرو ملک۔۔۔ یہ کوئی

عام انسان نہیں ہے۔۔ اس آدمی کا تعلق

سیکریٹ ایجنسی سے ہے۔۔ یہ شخص

ہمارے بہت سے رازوں سے واقف ہو چکا

نے اسے رسان سے QP ہے۔۔"

سمجھانے کی کوشش کی۔

"اسی لیے تو جان سے مار رہا ہوں اس
کو۔۔ بہت بڑا نقصان کروایا اس نے
میرا۔۔ ابھی تو مجھے کچھ کاپتہ چلا ہے اور
بھی پتا نہیں کیا کیا کرتا رہا ہے یہ ہمارے
بچ رہتے ہوئے۔۔۔۔۔" ناصر ملک
جذباتیت کی انتہا پر پہنچ چکا تھا۔۔۔۔۔

"یہی سب تو پتہ کروانا ہے اس
سے۔۔ میری مانو یہ گھاٹے کا سودا نہیں
ہے۔۔ اس شخص کو غیر ملکی ایجنسی
والے ہم سے خریدنا چاہتے ہیں۔۔ انہوں
نے اس سے اپنا کوئی کام نکلوانا
ہے۔۔ ہمیں اس کو مارنے سے کیا ملے گا
دو گھڑی کا سکون۔۔ بس۔۔ دماغ سے سوچو

ملک۔۔۔ دماغ سے۔۔ جذباتی ہو کر فیصلہ
کو آخری پتہ بھی شو کرنا QP مت کرو۔۔"

پڑا کیونکہ پیٹر کے مطابق ہو نہ ہو یہ آدمی
ضرور ان کے سارے رازوں سے واقفیت
کے سامنے QP حاصل کر چکا ہے۔۔ وہ
جاوید کو اس کے بزنس کے لئے ایک
QP بہت بڑا رسک قرار دے چکا تھا۔۔

اسوقت پیٹر کی ہدایات پر ہی من و عن
عمل کر رہا تھا۔

اس جاوید سے ان غیر ملکی QP "لیکن
ایجنسیوں کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے جو ہمیں
اتنی بڑی رقم تک دینے کو تیار ہو چکے
ہیں۔" غیر ملکی ایجنسی کی بات پر جے ڈی
کے چہرے کا رنگ فوق پرٹ گیا۔ ایک پل

کیلئے اس کی آنکھوں کے پپوٹے ہلنے سے
بھی قاصر لگ رہے تھے۔۔

"یہ تو مجھے نہیں پتہ بس اتنا سمجھ لو۔۔

ہمارے لئے یہ آدمی بڑے کام کا ہے

اس لئے تم اسے اب مارنے کی کوشش

نہیں کرو گے۔۔ ایسا نہ ہو کہیں تمہاری مار

کو برداشت نہ کرتے اس دنیا سے ہی کوچ

کر جائے اور اس چکر میں ہمارا حسین
مستقبل آنے سے پہلے ہی تباہی کا شکار ہو
نے اسے تمام معاملہ QP جائے۔۔"

دانشمندی سے حل کرنے کا مشورہ دیا
تھا۔۔

ناصر ملک ضبط کے چکر میں اپنی مٹھیوں کو
کی ساری باتیں سن QP سختی سے بھینچے
رہا تھا۔۔

"اس کا موبائل چیک کر کے بتاؤ
کے کہنے پر ناصر ملک QP جلدی۔۔"
نے پاشا کو جے ڈی کی کال ہسٹری چیک
کرنے کا آرڈر دیا۔۔

"آخری کال اس نے کسی ٹائیگر نامی
شخص کو کی ہے۔۔" پاشا کے نام دکھانے
کو بتا دیا۔۔ فون QP پر ناصر ملک نے
کے اسپیکر سے پیڑ بھی یہ ساری گفتگو براہ
راست سن رہا تھا۔۔ ٹائیگر کے نام پر اس
کی آنکھیں حیرت کے مارے ایک پل کیلئے
پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

اسے QP "یہ ٹائیگر گروپ کا ممبر ہے
جلد از جلد ہمارے حوالے ہونا چاہیے۔۔۔ ورنہ
بہت نقصان اٹھانا پڑے گا۔۔" ناصر ملک
کے ساتھ ساتھ پیٹر کی بھی QP کو اب
سنجیدہ آواز سنائی دے رہی تھی۔
"ملک۔۔! اس کو لے کر جلد از جلد اپنے
خفیہ آفس پہنچو وہاں میرے آدمی اور پیٹر

اسے لینے کے لیے جلد از جلد پہنچ جائیں
گے۔۔ قیمت جتنی تم مانگو گے پیٹر تمہیں
فوراً ادا کرے گا۔۔ "پیٹر کی بات پر اثبات
نے ناصر ملک کو اگلا QP میں سر ہلاتے
لائحہ عمل بتانا شروع کر دیا۔۔
"اس بار بہت بڑا کام کہہ دیا تم
اگر مجھے ہماری پرانی دوستی کا QP نے۔۔

لحاظ نہ ہوتا تو کبھی بھی اپنا دشمن تمہارے
حوالے نہ کرتا۔۔ "ناصر ملک کا انداز احسان
جتانے والا تھا۔۔ حقیقتاً یہ فیصلہ بھی اس
نے دل پر بھاری پتھر رکھ کر کیا تھا۔۔
"بہت اچھی قسمت ہے تیری۔۔! جاوید
تیرے گلے لگی موت آج واپس جا چکی
ہے۔۔" ناصر ملک نے پاشا کو فون تھمایا

اور پھر سوچوں میں گم جاوید کو از خود مخاطب
کرتے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

ناصر ملک نے اپنی بھڑاس نکالنے کیلئے
سامنے موجود کرسی کو ٹھوکر مارتے اسے
اوندھے منہ نیچے گرا دیا۔

بہادر وہ نہیں جسے کوئی خوف لاحق نہ ہو
بلکہ بہادر تو وہ ہے جو اپنے تمام اندیشوں پر

قالبو پائے ہر مشکل صورتحال کا ڈٹ کر

مقابلہ کرے۔

جاوید نے آج پہاڑ جیسے حوصلے سے نہ صرف

ان کا ہر ظلم برداشت کیا بلکہ خود کو

مضبوط ظاہر کرتے انکی انا پر کاری ضربیں

بھی لگائی تھیں۔۔۔

جاوید کی نڈر، بے خوف آنکھوں میں اسوقت
صرف تاسف کی ایک لہر نظر آرہی تھی
کیونکہ یہ لوگ چند پیسوں کے عوض اپنا
ضمیر بیچتے اسے ایک غیر ملکی ایجنسی کے
حوالے کر رہے تھے۔

"بیہوش کرو اسے۔۔ اور ڈالو ایمبولینس میں
۔۔۔ ہمیں جلد از جلد لاہور والے خفیہ آفس

میں پہنچنا ہے۔۔۔" ناصر ملک جاوید کو ایک
نظر دیکھنے کے بعد اپنی ڈریس شرٹ کے
بازو آزاد کرتا وہاں سے باہر چلا گیا جبکہ پاشا
نے آگے بڑھتے ایک باکس سے سرنج نکالی
اور اس میں مطلوبہ دوائی ڈالتے زبردستی
جے ڈی کے بازو میں گھسا دی۔ کچھ ہی
لمحوں کی دیری کے بعد جے ڈی اپنے حواس

کھوتے کرسی کی ایک سائیڈ پر ڈھلکتے نیچے
گر گیا۔۔

کبیر پاشا نے چند آدمیوں کے ساتھ مل کر
اسے ایک ایمبولینس میں لٹایا اور پھر وہ
سب لوگ لاہور کے خفیہ آفس میں پہنچنے
کے لئے مقررہ راستوں کی طرف گامزن ہو
گئے۔

"تو ہوش آگیا تمہیں جاوید میاں۔۔؟؟؟"

جے ڈی اسوقت درد برداشت کرتے اپنے

اوپر بیٹے لمحوں کو یاد کر رہا تھا تبھی اسے

اپنے بہت قریب سے کسیر پاشا کی طنزیہ

آواز سنائی دی۔۔۔

اس کے ایک منٹ بعد ہی اسے ناصر ملک

بھی اس کمرے میں آتا دکھائی دیا۔۔ وہ

دونوں اسوقت لاہور کے خفیہ آفس کے

ایک کمرے میں کھڑے اسے استہزائیہ

نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔

اس کے کچھ سیکنڈز کے بعد رشید اپنے

باقی ساتھیوں سمیت مسکراتے ہوئے اندر

داخل ہوا۔۔۔ وہ سارے ایک دوسرے کا

تعاقب کرتے تقریباً اکٹھے ہی یہاں پہنچے تھے

- اس کے ہاتھ میں اسوقت کھانے کے
لئے وافر مقدار میں کھانا اور ساتھ میں کوک
کے ٹن پیک بھی تھے جسے وہ بڑے
مزے لے لے کر پی رہے تھے۔۔
جے ڈی کو اس وقت شدت سے پیاس کا
احساس ہو رہا تھا۔۔ اس کے ہونٹ آپس
میں سختی سے پیوست تھے۔۔ حلق خشک ہو

جانے کی وجہ سے زندہ محسوس ہونے لگا
مگر پھر بھی اس نے ان بے حس لوگوں
سے پانی تک مانگنا گوارا نہیں کیا تھا۔۔
وہ تاسف بھری نگاہوں سے ان سب کو
دیکھ رہا تھا جن کی رسی کو اللہ نے اس
وقت ڈھیل دیتے ان کی سرکشی کو اور
چھوٹ دے دی تھی۔

جے ڈی کو جان بوجھ کر دکھا دکھا کر کھانا
کھاتے وہ لوگ آپس میں ہنس ہنس کر
لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔۔

اپنی انا کے زعم میں وہ لوگ اس وقت
فرعون کے انجام کو بھول چکے تھے۔۔
جسے کسی چیز کا زعم غرور میں مبتلا کر دیتا
ہے وہ اسی چیز کے ذریعے غرق ہو جاتا

ہے بالکل اسی طرح جیسے فرعون نے اپنی
حاکمیت کو دیکھتے خدائی کا دعویٰ کیا اور
پھر وہ اسی زعم میں مبتلا ہوتے غرق ہو
گیا۔۔

ان سب کا انجام بھی خدا کے علم غیب
میں شامل تھا۔۔

"مجھے کچھ بھی کر کے ان ایجنسی والوں
کے آنے سے پہلے یا تو یہاں سے نکلنا ہو
گا یا پھر خود کو ختم کرنا ہو گا۔۔"

"یہ لوگ میرا نام استعمال کرتے پاکستان
کو بدنام کرنے کی سازش کریں گے اور یہ
میں اپنی آخری سانس تک نہیں ہونے

دوں گا۔۔"جے ڈی نے اپنے عزم کا اعادہ
کرتے آخری حربے آزمانا شروع کر دیے۔۔



فاطمہ کو نیند کی گولی کھلانے کے بعد
زینب اسے ریسٹ کرنے کا کہتی کمرے

سے باہر آ گئی۔ عشاء کی نماز ادا کرنے
کے بعد کافی دیر تک تو وہ یونہی لاؤنج میں
ہی سکندر شاہ اور عاصمہ بیگم کے ساتھ ہلکی
پھلکی گفتگو میں حصہ لیتی رہی۔۔۔ اچانک
وقت گزرنے کے احساس سے بالآخر وہ
دونوں بھی اٹھ کر آرام کرنے کی غرض
سے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔

رات کے اس پہر بھی زینی کا کمرے میں
آنے کا بالکل بھی دل نہیں کر رہا تھا۔

سب کے بارے میں سوچتے ہوئے وہ
دھیمی چال چلتی اپنے کمرے میں آ گئی
جہاں لائٹس آن کرنے پر کمرہ تو روشنیوں
میں نہا گیا مگر اسے اپنے چار سو ایک گھپ
اندھیرا چھایا محسوس ہو رہا تھا۔

ابھی وہ بیڈ پر لیٹے سونے کی ناکام کوشش
کر رہی تھی کہ اچانک اس کی نگاہ
بے ساختہ سائیڈ ٹیبل پر رکھے ایک پیپر کی
طرف اٹھ گئی۔

"زینب۔۔۔! میں آؤٹ آف سٹی شوٹنگ پر جا
رہا ہوں۔۔۔ وہاں کچھ سگنل پرابلمز ہو سکتی

ہیں اس لئے بار بار فون کر کے پریشان

مت ہوئے گا۔۔ اپنا خیال رکھیے گا

۔۔ اللہ حافظ۔۔ اذلان۔۔ "زینی نے پرخم

آنکھوں سمیت اس نوٹ کو زیر لب دہرایا اور

پھر اپنے سینے پر رکھتے سونے کی ناکام

کوشش کرنے لگی۔۔ جانے کیوں نیند اس

کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔ وہ ہر

گزرتے لمحے کے ساتھ اذلان کی فکر میں
گھلتی جا رہی تھی۔۔ کمرے کی ساکت فضا
میں اس وقت دو آوازیں سنائی دے رہی
تھیں۔۔ ایک تو گھڑی کی سوئیوں کی ٹک
ٹک کی آواز اور دوسری زینی کے دل کی
منتشر دھڑکنوں کی آواز تھی جو وقت کے

ساتھ ساتھ مسلسل سپیڈ پکڑتی جا رہی
تھی۔



عفان فاطمہ کی خراب طبیعت کے باعث
ابھی تک باہر لان میں بیٹھا خود کو کام میں

مصرف کئے ہوئے تھا۔ موسم کی بڑھتی
خنکی کے باعث عفان نے لیپ ٹاپ بند
کرتے اک گہرا سانس فضا میں خارج کیا اور
پھر کرسی سے اٹھتے دھیمی چال سمیت
داخلی دروازے سے اندر آ گیا۔ اس کے
قدم بے اختیار اپنے کمرے کی طرف اٹھ
گئے جو اب تک تو صرف اس کا کمرہ تھا مگر

فاطمہ کی اس گھر میں آمد کے باعث ان

کا مشترکہ کمرہ بن چکا تھا۔

عفان نے آہستگی سے ڈور ناب گھماتے

کمرے کا دروازہ کھولا۔ اندر آتے ہی مدھم

زد روشنی نے اس کا استقبال

کیا۔۔۔ فاطمہ کی نیند ڈسٹرب ہونے کے

خیال سے اس نے اندھیرے میں خود کو

محتاط انداز میں چلنے کا اشارہ دیا اور پھر بنا
کسی آہٹ کے آگے بڑھتے لیپ ٹاپ سائیڈ
ٹیبل کی دراز میں رکھنے کی بجائے اوپر ہی
رکھ دیا۔ فاطمہ اسوقت خود کو اچھی طرح
کمفرٹر میں پیک کیے آرام سے سو رہی
تھی۔ اس کا حد درجہ محتاط انداز دیکھتے عرفان

کے ہونٹوں پر بے ساختہ دھیمی مسکان در
آئی۔

چند ہی منٹوں میں وہ فریش ہونے کے بعد
بیڈ پر لیٹنے کی بجائے کاؤچ پر آکر لیٹ
گیا۔۔ کاؤچ اس کے چھ فٹ نکلتے قد سے
میچ نہیں کر رہا تھا اس لئے وہ بے آرام
انداز میں بار بار کروٹیں بدل کر سونے کی

کوشش کر رہا تھا۔ بالآخر تنگ آتے اس
نے اپنا سر کشن پر ٹکایا اور چت لیٹ گیا۔
فاطمہ کو ایک نظر دیکھتے ہی اسے اپنے ذہن
کے پردے پر دوپہر کا منظر نامہ ایک عکس
کی صورت میں لہراتا دکھائی دینے لگا۔۔۔
"فاطمہ بیٹا۔۔! آپ ہمارے گھر کی بہو
ہیں۔۔۔ اسی ناطے آپ کا اصلی گھر وہی

ہے۔۔۔ پھر آپ یہاں اکیلے کیوں رہنا چاہتی
ہیں۔۔۔؟؟ "سکندر صاحب اور عاصمہ بیگم
کے درمیان میں بیٹھی فاطمہ اسوقت پرخم
نگاہوں سمیت اپنی ہتھیلی کو ہی بغور دیکھ
رہی تھی۔

"آنٹی۔۔۔! یہاں میری ماما کی یادیں
ہیں۔۔۔ وہ تو مجھے چھوڑ کر چلی گئیں مگر میں

ان کی یادوں کو نہیں چھوڑ سکتی بس اسی
لئے۔۔ "فاطمہ کی بھگی آواز نے عفان کو
اپنا جھکا سر ایک پل کیلئے اوپر اٹھانے پر
مجبور کر دیا تھا۔۔۔

"آپ اپنی جگہ بالکل ٹھیک ہیں بیٹے۔۔ ہم
آپ کو یہ گھر ہمیشہ کیلئے چھوڑنے کا
بلکل نہیں کہہ رہے۔۔"

"بیٹا۔۔! آپ ہماری بیٹی ہیں اور آپ کی حفاظت کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس وقت آپ ہمارے ساتھ ہمارے گھر میں ہی رہیں۔۔۔ یہاں آپ اکیلی ہوتی ہیں۔۔۔ ایان اور شفاء کو کام پر جانا ہوتا ہے۔۔۔ ٹرائی ٹو انڈراسٹینڈ بچے ہم اس طرح آپ کی لائف کو رسک میں نہیں ڈال

سکتے۔۔ "سکندر شاہ نے اس کے سر پر

ہاتھ رکھتے اسے رسان سے سمجھایا۔

"پلیز انکل۔۔! میری وجہ سے آپ لوگ

کیوں اپنی اس ہنستی مسکراتی خوشحال زندگی

کو رسک میں ڈال رہے ہیں۔۔۔۔۔؟؟"

"مجھے تو اب ان مشکلات کو جھیلنے کی

عادت ہو چکی ہے۔۔ میں نہیں چاہتی

میری وجہ سے اور زندگیاں بھی خطرے کی

نذر ہو جائیں۔۔۔"

"پہلے ہی بہت سارے لوگ میری وجہ سے

اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے

ہیں۔۔۔" فاطمہ کی پلکوں کی باڑ پر رکا آنسو

اس کے رخسار پر موتی کی صورت میں آن

گھرا جسے وہ سب سے چھپانے کیلئے فوراً

صاف بھی کر گئی مگر پھر بھی یہ سب
منظر عفان کی نگاہوں سے مخفی نہ رہ سکا
تھا۔

"ایسے نہیں کہتے بیٹا آپ ہماری بیٹی ہیں
اور بیٹیاں تو رحمت ہوتی ہے۔۔ آپ کی
وجہ سے ہماری زندگی میں کوئی مشکل کیسے
آ سکتی ہے۔۔۔۔؟؟"

"خوشی اور غم کا آنا تو سب کی زندگیوں کا
ایک اہم حصہ ہوتا ہے۔۔ اس میں کسی
انسان کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا یہ
سب تو تقدیر میں پہلے سے لکھا جا چکا
ہے۔۔" عاصمہ بیگم کو اس کے فکر مند انداز
پر بے ساختہ ٹوٹ کر پیار آیا۔۔۔

انہوں نے ایک ماں کی طرح اسے اپنے
شانے کے ساتھ لگائے اس کے بکھرتے
وجود کو اپنی محبت و شفقت آمیز لمس سے
سنجھالا دیا۔۔ یہاں موجود ہر نفس کی آنکھیں
بے اختیار نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔۔
"عفان بھائی۔۔! چلیں آپ کی رخصتی کا
وقت ہو گیا ہے۔۔" زل اسوقت صوفے

کی پشت کے بالکل ساتھ کھڑی ہوئی
تھی۔۔۔ فاطمہ کے اثبات میں سر ہلاتے
ہی اس نے خوشدلی سے مسکراتے عفتان
کے گلے میں بازو حائل کرتے مسکاتا لہجہ
اپنایا۔۔

"ہا ہا ہا زمل۔۔! پہلے تو مجھے شک تھا لیکن
اب پورا یقین ہو گیا ہے تم آدھی نہیں

بلکہ پوری کی پوری پاگل ہو۔۔ "زل کے
الٹے جملے پر عالیان کا برجستہ قہقہہ گونج
اٹھا۔۔

"مطلب۔۔؟؟" زل کی مسکراہٹ سمت
سی گئی۔

"مطلب یہ کہ عفان بھائی کی نہیں فاطمہ
بھابھی کی رخصتی کا وقت ہوا چاہتا

ہے۔۔۔" ان دونوں بہن بھائی کی نوک
جھونک پر سبھی آہستگی سے مسکرا رہے
تھے۔۔۔ فاطمہ بھی "میں ابھی آئی" کہتی
زینی کے ہمراہی میں کمرے کے اندر چلی
گئی۔

"یار عالیان۔۔۔! کسی وقت تو سیریس ہو جایا
کرو۔۔۔" فاطمہ کے جاتے ہی عفتان نے

عالیان کو مصنوعی غصے سے لتاڑا کیونکہ
زل اپنی عادت کے عین مطابق شکایتی
انداز میں منہ پھلاتی عفان کے بالکل ساتھ
بیٹھ گئی تھی۔۔

"عالیان اور سیریس۔۔! عفان بھائی خواب
ہی سمجھیں آپ۔۔" ہمیشہ کی طرح عائشہ
نے عالیان کا ساتھ دینے کی بجائے زل

کا ساتھ دیا۔۔ اب عالیان کی مصنوعی
گھوری پر وہ دھیمے سے مسکراتی نفی میں سر
جھٹک گئی۔۔ عالیان کی طرح عائشہ بھی
اسے تنگ کرنے کا موقع ہاتھ سے کبھی
نہیں جانے دیتی تھی۔

”اگر میں سیریس ہو گیا نا تو سب یاد کرو
گے اس ہنس مکھ۔۔۔ ڈیشنگ عالیان

کو۔۔"عالیان نے منہ بسورتے عاصمہ بیگم

کو تائید طلب نگاہوں سے دیکھا۔

"نہ بھٹی کوئی میرے اس ڈیشنک۔۔ ہنس

مکھ۔۔ ہینڈ سٹسم بیٹے کو سیریس رہنے کا نہ

کہے۔۔ اسی کے دم سے تو ہمارے گھر کی

رونق بحال ہے ورنہ ہم سب تو باتیں

کرنے کی بجائے بس ایک دوسرے کا منہ

ہی دیکھتے رہتے۔۔ "عاصمہ بیگم نے عالیان کا ماتھا چوما تو وہ خوشی سے نہال ہوا اٹھا۔۔

"دیکھ رہی ہو زمل۔۔ اور عائشہ تم بھی۔۔ قدر کیا کرو میری۔۔" عالیان نے منہ چڑاتے

فخریہ انداز میں کالر جھاڑا۔۔ اس کے بچگانہ رویے نے سب کو بے ساختہ کھلکھلا کر ہنسنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔ کچھ ہی منٹوں کے

بعد ایان اور شفاء نے انیکسی میں آتے
سب کو کھانا لگنے کا بتایا اور پھر سب کے
بارہا منع کرنے کے باوجود انہیں زبردستی
کھانا کھلا کر ہی واپس بھیجا تھا۔

"ایمان آپی۔۔! آپ نے اس گھر کو ہمیشہ
اپنا میکہ ہی سمجھنا ہے۔۔ آج سے ایان
آپکے بھائی ہونے کا ہر فرض خود نبھائے

گا۔۔ "کار میں بیٹھنے سے قبل ایان نے
فاطمہ کے سر پر دست شفقت رکھتے اسے
اپنی بڑی بہن کا مان دیا۔۔

"جی بھائی۔۔" ایان فاطمہ نے نمی سے
بھرپور آنکھوں سمیت خلوص دل سے ایان
اور شفاء کا شکریہ ادا کیا۔۔ زینی بھی ان

سے مصافحہ کرتی باقی سب کے ساتھ کار
میں بیٹھ گئی۔

پورے راستے وہ اپنے گیلری کے فولڈر میں
سے اذلان کی ڈاؤنلوڈ کی گئی پیکچرز کو ہی
ساکت نگاہوں سے دیکھنے میں محو رہی تھی۔
داخلی دروازے سے سب لوگ آگے پیچھے
ہی اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔ لاؤنج میں آتے

ہی فاطمہ کا سامنا شکیدہ بیگم سے
ہوا۔۔ اس کے رکے آنسو پھر سے رواں ہو
گئے۔۔

شکیدہ بیگم اسوقت آمنہ بیگم کی تعزیت
کرتے اسے تسلی دے رہی تھیں جبکہ
فاطمہ کو اسوقت جے ڈی کا اغوا ہو جانے
والا منظر پھر سے اپنے ذہن کے پردے پر

ابھرتا محسوس ہوا۔۔ پریشانی کے مارے اس
کے اندر اسوقت تیز آندھیوں کے جکڑ چل
رہے تھے۔

لاؤنج میں قدم رکھتے عفتان کی نگاہوں سے
اس کے چہرے کی اڑتی رنگت مخفی نہ رہ
سکی۔۔ وہ اس کی سوچوں تک رسائی تو
حاصل کر چکا تھا مگر بے ڈی کی گمشدگی کی

وجہ سے اس وقت وہ کچھ بھی کہنے یا پھر

سننے کی پوزیشن میں ہی نہیں رہا تھا۔۔

فاطمہ کی سوچوں میں گم کاؤچ پر لیٹے لیٹے

کب وہ بھی گہری نیند میں ڈوب گیا اسے

خود بھی اندازہ نہیں ہوا تھا۔۔۔۔



دُھابہ نما ریسٹورنٹ میں اکا دکا لوگ ایک
دوسرے کی کمپنی انجوائے کرنے کے
ساتھ ساتھ لذیذ کھانے سے بھی لطف اندوز
ہو رہے تھے۔۔۔ یہ ہوٹل ایک سنسان روڈ پر
موجود تھا اسی لیے یہاں لوگوں کی آمدورفت
بھی کافی کم تھی۔

"یار۔۔! یہ جگہ پراجیکٹ کے لیے ٹھیک تو
رہے گی نا۔۔؟؟" انس نے روڈ کے اطراف
میں ایک طائرانہ نگاہ گھماتے ولید سے
رائے چاہی۔

"ہاں یار میرے خیال میں تو یہ بیسٹ
آپشن ہے۔۔ باقی تو اللہ مالک ہے۔۔ اور
ویسے بھی اس جگہ پر مکمل ریسرچ کرنے

کے بعد ہی میں نے یہاں انویسٹ کرنے
کا سوچا تھا۔۔ "وہ دونوں اسوقت اپنے بزنس
کے سلسلے میں آؤٹ آف سٹی ایک دورے
پر آئے تھے۔

"لگ تو مجھے بھی ایسے ہی رہا ہے اس لئے
تو تمہارے ساتھ ہی یہاں ایک اور فارم
ہاؤس بنانے کا سوچ رہا ہوں۔۔" انس نے

طمانیت بھرے انداز میں سانس لیتے ہاتھ
میں موجود کوک کا گلاس واپس ٹیبل پر رکھ
دیا۔

"اچھا یار۔۔! باقی سب چھوڑ۔۔۔ شادی کب
ہو رہی ہے تمہاری۔؟" انس نے ولید کو
موبائل فون میں مگن دیکھ پھر سے گفتگو کا
آغاز کیا۔

"یار۔۔! تم تو ساری سچوایشن سے اچھی طرح

واقف ہو۔۔ دادا جان نے ابھی تک زینی

اور انکل دونوں کو معاف نہیں کیا۔۔" ولید

موبائل فون ٹیبل پر رکھتے تاسف بھرے

انداز میں گویا ہوا۔

"اتنا تو میں بھی جانتا ہوں اگر زینی میری

شادی میں آئی تو دادا جان نہیں آتیں

گے۔۔ اگر زینی کو اس بارے میں پتہ چلا تو
وہ بھی دادا جان کی خاطر یہاں آنے سے
صاف منع کر دے گی۔۔"

"لیکن میں اپنی زینی کے بغیر کسی صورت
شادی نہیں کر سکتا چاہے پھر اس کے
لیے مجھے کتنی ہی دیر ویٹ کیوں نہ کرنا
پڑے۔۔" ولید نے ازحد سنجیدہ تاثرات

سمیت ساری صورتحال انس کے گوش گزار
کر دی۔

"یار یہ تو واقعی پیچیدہ مسئلہ ہے۔۔ آئی
ہو پ جلدی سب کچھ ٹھیک ہو جائے۔۔
پھر ہی تم شادی کا لڈو مزے سے کھا سکو
گے نا۔۔!!" ولید کو مغمومیت کا شکار

ہوتے دیکھ انس نے اپنے مزاج کے
برخلاف ہنستے ہوئے اپنی بات مکمل کی۔
"آمین۔۔" ولید نے اس کے مزاج سے
محفوظ ہوتے قدرے بلند آواز سے آمین کہا۔
اس کی آواز پر ایک دو لوگوں نے حیرت
کے مارے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا۔۔ ان کا

رد عمل دیکھ ان کی خود کی بھی ہنسی
چھوٹ گئی۔

"یار ویسے بھابھی کو تو کوئی اعتراض نہیں
ہے نا اس طرح شادی لیٹ ہو جانے
پر۔۔" انس ولید کے دل کا بوجھ ہلکا
کرنے کے چکر میں جان بوجھ کر اسی بات
کو طول دیتے جا رہا تھا۔

"اسے کیا اعتراض ہونا ہے یار۔۔ وہ تو اتنا

ڈرتی ہے مجھ سے اگر اس کا بس چلے تو

کبھی رخصتی کروائے ہی

نا۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔۔۔" ولید قفقہ لگا کر ہنستے

ہوئے نفی میں سر جھٹک گیا۔۔ اس کے

ذہن کے پردے پر پریشے کا من موہن چہرہ

کسی خوبصورت عکس کی صورت لہرا رہا تھا۔۔

"شکل سے تو تم اتنے ڈیکولا ٹائپ نہیں

لگتے۔۔۔ پھر وہ کیوں اتنا ڈرتی ہیں تم

سے۔۔" انس اپنی مسکراہٹ زیر لب

دباتے مزید اس کی ٹانگ کھینچ رہا تھا۔۔۔

"اڑا لو مذاق تم بھی۔۔۔۔۔ جب تم خود اس

"محبت" نامی کیفیت سے گزر گے نا تب

پتہ چلے گا تمہیں۔۔۔ یہ کم بخت احساس ہی

ایسا ہے مانو اچھے بھلے بندے کی بھی مت
مار کر رکھ دیتا ہے۔۔ "ولید کرسی کی پشت
سے ٹیک لگائے مسکاتے لہجے میں گویا
ہوا۔

"مجھے تو معاف ہی کرو بھائی۔۔ مجھے نہیں
کرنی یہ محبت و حبت۔۔ اچھی خاصی خوش
باش زندگی گزار رہا ہوں۔۔۔ اس کے بارے

میں سوچ کر فضول میں اپنا دماغ خراب
نہیں کرنا مجھے۔۔۔" انس نے دونوں ہاتھ
اوپر اٹھائے باقاعدہ کانوں کو بھی ہاتھ
لگایا۔

"میرے بھائی یہ سوچ سمجھ کر ہی تو نہیں
ہوتی یہی تو سب سے بڑا مسئلہ ہے اس

کا۔۔"اب باری ولید کی تھی اب وہ انس
کی حالت سے محفوظ ہو رہا تھا۔

"یہ محبت جب ایک دفعہ ہو جاتی ہے نا تو
پھر اس سے چھٹکارا پانا مشکل ہی نہیں
ناممکن سی چیز بن جانا ہے۔۔۔"

"اور ویسے بھی یار۔۔ حقیقی محبت کے بغیر
رشتے صرف ایک بنجر درخت کی مانند ہوتے

ہیں جس پر نہ تو پھل لگتے ہیں اور نا ہی
پھول اگتے ہیں۔۔۔"ولید شروع سے ہی خود
کو ایک لاابالی سا لڑکا ظاہر کرتا تھا لیکن آج
اس کے اس مدلل انداز پر انس کی آنکھوں
میں بھی ایک پل کیلئے تحیر در آیا تھا۔
زینب آفندی کی اذلان شاہ کیلئے اور ولید
آفندی کی پریشہ کیلئے محبت اس بات کی

واضح عکاسی کر رہی تھی کہ آفندیز محض
رشتے بناتے ہی نہیں بلکہ انہیں خلوص
دل سے نبھانے میں بھی کوئی کسر نہیں
چھوڑتے۔۔۔

"اچھا چلو یار۔۔ چھوڑو اس ٹاپک کو۔۔ ابھی
ایک اور جگہ کا راؤنڈ لگانا بھی باقی

ہے۔۔۔"انس رسٹ واچ کو دیکھتے عجلت

بھرے انداز میں کرسی سے اٹھ بیٹھا۔

"بھاگ لو بھاگ لو۔۔۔ جتنا دور بھاگنا

ہے۔۔۔۔ دیکھنا ایک دن یہ محبت تمہیں

آسیب کی طرح چمٹے گی اور سمجھو تمہارا کام

تمام۔۔۔"ولید اس کے جان چھڑاتے انداز پر

خود کو مزید لطف اندوز ہوتا محسوس کر رہا

تھا۔

"دفع ہو جاؤ یار۔۔! تم تو بد دعائیں ہی دینے

لگے۔" انس کے خفگی بھرے انداز پر ولید

نے برجستہ قہقہہ لگایا۔۔ اب وہ دونوں دھیمی

چال چلتے اپنی کار کی طرف بڑھ رہے

تھے۔۔۔۔

ڈرائیونگ سیٹ پر اسوقت ولید براجمان
تھا۔ سڑک پر رش نہ ہونے کی وجہ سے وہ
ریش ڈرائیونگ کرتے تیزی سے اپنی منزل
کی جانب گامزن تھے۔



جے ڈی کی نگاہ سامنے دیوار پر لگے کیلنڈر پر
گئی تو ایک پل کے لیے ساکت ہی رہ گئی
تھی۔۔۔ وقت اور تاریخ دیکھتے اسے اندازہ ہوا
کہ اسے کڈنیپ ہوئے تو تقریباً تیس گھنٹے
سے بھی زائد کا وقت گزر چکا ہے۔
"پتا نہیں۔۔۔ ٹائیگر سر کو وہ سائن ملا بھی
ہے یا نہیں۔۔۔"

"میں خود بھی تو اس سائن کو دیکھ نہیں

پایا۔۔"

"پتہ نہیں صحیح سے بنا بھی تھا یا

نہیں۔۔" جے ڈی کا ذہن اسوقت مختلف

سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔

"ٹائیگر سر۔ر۔ر۔۔" جے ڈی خالی خالی

نگاہوں سمیت دیوار کو ہی دیکھ رہا تھا کہ

اچانک اسے سامنے لگی اسکرین کی سی سی

ٹی وی فوئج میں ایک نقاب پوش داخلی

دروازے سے اندر آتا دکھائی دیا۔۔

اذلان کو ریوالور تھا مے مسلسل آگے بڑھتے

دیکھ جے ڈی کو امید کی کرن نظر آنے

لگی۔

"اوں۔۔ اں۔۔ آں۔۔ آں۔۔ آں۔۔ آں۔۔ آں۔۔"

س سے پہلے کہ ان آدمیوں کی نگاہ اسکرین
کی طرف اٹھتی جے ڈی نے ان کا دھیان
بٹانے کی خاطر اپنے منہ سے مختلف
آوازیں نکالتے ان سب کو بے اختیار اپنی
طرف دیکھنے پر مجبور کر دیا۔

"کھول اس کا منہ۔۔ کیا بلکنا چاہتا
ہے۔۔؟؟" جے ڈی کو کرسی پر اتنا مچلتے
دیکھ ناصر ملک کو اچھٹنبہ سا ہوا۔۔
کبیر پاشا سر کو ہلکا سا خم دیتے حکم کی
تعمیل کے لیے آگے بڑھا۔۔ جے ڈی کے
قریب پہنچتے اس نے جان بوجھ کر اس
کے جبرے کو زور سے اپنی مسٹھی میں جکڑا

اور پھر اسے اذیت سے دوچار کرنے کے
لیے اس کے ہونٹوں پر لگی ٹیپ دھیرے
دھیرے اتاری۔

درد کے مارے جے ڈی کے لبوں سے
بے اختیار کراہ نما آواز برآمد ہوئی۔۔

"پ۔ پانی۔ ی۔ ی۔ ی۔۔۔۔ میرا دم گھٹ
رہا ہے۔۔۔ پانی۔۔" جے ڈی کا حلق تک

خشک پڑ چکا تھا۔۔۔ وہ اپنی خودداری بچانے
کے لئے ان سے مر کر بھی پانی طلب نہ
کرتا۔۔

لیکن اب یہ سب کرنا اس کی مجبوری بن
چکی تھی۔۔ اس نے جان بوجھ کر تڑپنے
کی ایکٹنگ کرتے ان سب کا دھیان
اسکرین سے ہٹاتے اپنی طرف متوجہ کر لیا

تاکہ ٹائیگر کی جان کسی خطرے میں نہ پڑ
جائے۔۔

اس بات کا فائدہ ڈائریکٹ ٹائیگر کو پہنچا تھا
وہ مستعدی سے اپنا کام مکمل کر رہا
تھا۔۔ وہ مختلف راستوں سے گزرتا بنا کوئی
شور برپا کیے سیکیورٹی افراد کی گردن میں
انجیکشن چبھوتے انہیں پلرز کی ایک سائیڈ

پر ٹھکانے لگا رہا تھا۔۔ کچھ افراد کے
مزاحمت کرنے پر اس نے انہیں تیز دھار
چاقو کے وار سے شدید زخمی کر دیا
تھا۔۔ اب وہ آواز نکالنے تو کیا ہلنے تک کی
پوزیشن میں نہیں رہے تھے۔
"دوں میں تجھے پانی۔۔؟؟ پانی چاہیے۔۔ یہ
لے۔۔ پی لے پانی۔۔۔۔" ناصر ملک طیش

کے عالم میں آگے بڑھا اور اس کے منہ پر
زور دار تھپڑ مار دیا۔۔

اس کے کچھ ہی سیکنڈز کے بعد ناصر ملک
نے اپنی شعلے برساتی نگاہوں سمیت پاس
موجود ٹیبل پر سے پانی کی بوتل اٹھاتے
جنونی انداز میں سارا کا سارا پانی اس کے
منہ اور سر پر گرا دیا۔۔

"ملک صاب۔۔! مجھے معاف کر دیں۔۔ میں

آئندہ ہمیشہ آپ کا وفادار بن کر رہوں

گا۔۔ پلیر مجھے مت ماریں۔۔" ناصر ملک کو

واپس مڑتا دیکھ جے ڈی ملتجیانہ انداز میں گویا

ہوا۔۔۔۔ اس کی غیر متوقع باتوں نے ان

سب کو حیرت کے مارے ششدر رہنے پر

مجبور کر دیا۔۔ ان کے تاثرات دیکھتے جے ڈی

نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا
تھا۔۔

"ہاہاہا پاشا اب موت کو سر پر دیکھ کہتا

ہمارا وفادار بن کر رہے گا۔۔"

"ناصر ملک ایک بار کسی پر بھروسہ کرتا

ہے۔۔ صرف ایک بار۔۔" ٹائیگر کی آند سے

انجان وہ سب لوگ جے ڈی کی بے بس

حالت سے خود کو لطف اندوز ہوتا محسوس کر
رہے تھے۔۔۔۔۔

"میں تو کہتا ہوں اسے ابھی کے ابھی کہ
مار دیں۔۔۔ کم از کم دلی سکون تو ملے گا
نا۔۔۔"

"یار۔۔! اب ہم چاہ کر بھی ایسا نہیں کر

سکتے۔۔۔" ناصر ملک کے لبوں نے

بے اختیار گہرا سانس فضا میں خارج کیا۔

کی دوستی کے QP "اس بار تو آپ اس

ہاتھوں مجبور ہو گئے۔۔ وگرنہ اس کا بھیانک

انجام ہی باقی سب کے دل دہلا دینے کے

لیے کافی تھا۔۔ آئندہ کوئی بھی مائی کا

لال ہمت نہ کرتا آپ کو دھوکہ دینے کی یا
پھر آپ سے غداری کرنے کی۔۔ "اکبیر پاشا
کا غصہ اس وقت بجے ڈی کو اک غنیمت
محسوس ہو رہا تھا۔۔ انکی آپسی گفتگو کی وجہ
سے باقی سب بھی ادھر ہی متوجہ ہو کر رہ
گئے تھے۔

"آئندہ میں بھی ایسا کچھ نہیں کروں
گا۔۔ پاشا ہمیشہ تمہارے انڈر ہی کام کروں
گا بس ایک دفعہ مجھے بچا لو۔۔ اس بھیانک
موت سے۔۔ بس ایک
بار۔۔ پلیز۔۔" جے ڈی گرگڑاتے رسی کو
مسلسل ہلا رہا تھا تبھی اچانک اس کی ایک
ترکیب کام کر گئی۔۔ اور اس کی کلائی

میں موجود رسی ٹوٹ کر داہنی ہاتھ پر گر گئی۔۔

"اب تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔۔۔"

تمہارے موت تو پکی سمجھو۔۔ ہا ہا ہا۔۔ "کبیر

پاشا نے فلک شگاف قہقہہ لگاتے تالی کے

انداز میں ناصر ملک کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ

دیا۔۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے پاشا۔۔ تھوڑا مقابلہ
تو ہو جائے۔۔۔ پھر دیکھتے ہیں کس کی
موت ہوتی ہے اور کون زندہ بچتا
ہے۔۔۔" جے ڈی نے غیر محسوس انداز
میں اپنے ہاتھ اور پاؤں کو رسیوں سے آزاد
کیا اور پھر ایک جھٹکے میں کرسی سے اٹھتے
کسیر پاشا کی ٹانگ پر ایک زور آور کلک مارتے

اسے منہ کے بل نیچے گرنے پر مجبور کر

دیا۔۔

"ت۔۔ت۔۔تم۔۔۔تم آزاد کیسے

ہوئے۔۔؟؟" اس اچانک افتاد پر ان سب

کے چھکے چھوٹ گئے۔۔ بیچارہ ناصر ملک تو

گنگ ہی رہ گیا۔۔ اس کے لب بمشکل ہلے

تھے۔۔

"اپنے ان ہاتھوں سے ملک صاحب۔۔ ان
ہاتھوں سے۔۔" جے ڈی نے مہارت سے
گھومتے ناصر ملک کے سینے پر ایک بھاری
گھونسہ رسید کر دیا۔۔۔

اب وہ جواں مردی کا عملی مظاہرہ کرتے
اکیلے ان سب کا مقابلہ کر رہا تھا۔۔ حالانکہ
پچھلے تیس گھنٹوں سے اس کے حلق میں

نہ تو پانی کا قطرہ پہنچا تھا اور نہ ہی کھانے

کا ایک نوالہ۔۔

جے ڈی کی زندگی میں پہلے کبھی اتنی دیر

تک بھوکا پیاسا رہنے کی نوبت نہیں آئی

تھی۔۔ آج اسے اس بات کا صحیح سے

ادراک ہو رہا تھا۔۔

"انسان کی زندگی میں مشکلات کبھی بتا کر
تو نہیں آتیں لیکن اسے سکھا کر بہت کچھ
جاتی ہیں۔"

لڑتے لڑتے اچانک ناصر ملک کا سر ٹیبل
کے داہنی کونے سے ٹکرایا۔۔ تبھی اچانک
اس کے ذہن میں ایک کوندا آن
لیکا۔۔ جے ڈی کو پاشا کی دھلائی کرتے

دیکھ اس کا ہاتھ بے اختیار ٹیبل کی نچلی
سطح کی طرف گیا جہاں اس نے ایرجنسی
صورت حال کیلئے ایک گن خفیہ طریقے
سے چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔۔

"ہاتھ اوپر کرو جاوید۔۔! چھوڑو پاشا کو۔۔ اگر
ابھی ذرا سا بھی ہاتھ ہلایا تو یہیں گولی مار
دوں گا۔" گن کو دیکھتے جے ڈی کے

ہاتھوں کی گرفت ایک پل کیلئے کمزور پڑ
گئی۔۔ اسی بات کا پاشا نے فائدہ اٹھاتے
اس سے اپنا آپ چھڑوایا اور تھوڑی دور جا
کر کھڑا ہو گیا۔۔

"پکڑو اس کو۔۔" ناصر ملک نے باہنی ہاتھ
کے اشارے سے دونوں آدمیوں کو نیا حکم
صادر کر دیا۔۔

"اگن تھا موپاشا۔۔ ذرا سی بھی حرکت کرے
تو گولی سے اڑا دینا اس کا بھیجا۔۔" ناصر
ملک خونخوار نظروں سے دیکھتا آگے بڑھا اور
پھر پے درپے اس کے منہ پر مکے برسائے
لگا۔

"پھر سے دھوکا دیا تم نے مجھے۔۔ پھر
سے۔۔" ناصر ملک بپھرے شیر کی طرح

اس پر جھپٹنے کے انداز میں حملہ کر رہا
تھا۔ اس کے اپنے ہاتھ بھی زخمی ہو چکے
تھے کیونکہ جے ڈی نے چند ہی پلوں میں
ان سب کی اچھی خاصی دھلائی کر دی
تھی۔۔

جے ڈی کو مارنے کے چکر میں اس کا اپنا
تنفس پھولنے لگا۔۔ وہ گہرے گہرے

سانس لیتا اب اس کی ٹانگوں پر اپنے
بھاری بوٹوں سے وار کر رہا تھا۔۔ ضبط کے
چکر میں جے ڈی اپنی آنکھیں بار بار سختی
سے میچ رہا تھا۔۔

"کس نے بھیجا تمہیں میرے پاس۔۔؟؟؟"
جلدی بولو۔۔؟؟؟" ناصر ملک اس کی ٹھوڑی
تھامے سختی سے تفتیش کر رہا تھا۔

"ہے کون یہ ٹائیگر۔۔۔؟؟ دشمنی کیا ہے

اس سالے کی مجھ سے۔۔۔؟؟"

"اسے تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔ بہت

نقصان کروایا اس نے میرا۔۔"

"اس کے خون کے ایک ایک قطرے کو

اس سارے نقصان کی بھرپائی کرنی ہو

گی۔۔"ناصر ملک کا غصہ اسوقت ساتویں

آسمان کو چھو رہا تھا۔۔

"ناصر ملک۔۔! اس گروپ کے ایک ممبر

نے آج تمہیں اس حال تک پہنچا دیا۔۔ پھر

ٹائیگر سے کیسے مقابلہ کرو گے

تم۔۔؟؟ہاں۔۔؟؟"اذلان نے اندر آتے

ہی پاشا کے ہاتھ پر گولی چلاتے پسٹل نیچے
گرا دی۔

"ک۔ک۔کون۔۔؟؟ کون ہو تم۔۔؟ یہاں
تک کیسے۔۔؟؟" خفیہ آفس میں اچانک
اس انجان نقاب پوش آدمی کو دیکھ ناصر
ملک کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی
تھیں۔۔

پاشا درد کے مارے بلبلا تے اپنا ہاتھ تھامے

وہیں زمین پر دوہرا ہو گیا۔۔

جے ڈی نے ان دونوں آدمیوں کی گرفت

کمزور پڑتے دیکھ ان کی ٹانگوں میں اپنی

ٹانگیں پھنساتے انہیں منہ کے بل نیچے گرا

دیا۔

اذلان اسوقت ناصر ملک کی دھلائی کرنے
میں مصروف تھا۔ وہ ایسے ایسے حربے آزما
رہا تھا کہ ناصر ملک تو ایک پل کیلئے بوکھلا
کر ہی رہ گیا۔۔

"بزدل انسان۔۔! تمہاری ہمت کیسے ہوئی
کسی لڑکی کو اتنا ٹارچر کرنے
کی۔۔؟؟" اذلان نے پہلے تو ناصر ملک کے

پیٹ پر کہنی ماری اور پھر اس کی داہنی
ٹانگ کے گھٹنے کے بیچ و بیچ ایک زور آور
کلک مار دی۔۔

"اگر اتنے ہی بہادر بنے پھرتے ہو تو بنا
کسی ہتھیار کے مجھ سے مقابلہ کرو۔۔ پھر
میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اصلی مرد کہتے کسے
ہیں۔۔؟" ناصر ملک نے مکار مسکراہٹ

سمیت جانتے بوجھتے اذلان کی حمیت پر
کاری وار کیا۔ ناصر ملک اذلان کی پاکٹ میں
رکھی پسٹل اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔۔

"نہیں سر۔۔۔ یہ سب اس کی چال
ہے۔۔۔" جے ڈی مصروف انداز میں گویا
ہوا۔۔ وہ اس وقت پاشا کا مقابلہ کر رہا

تھا۔۔ باقی آدمیوں کو تو وہ دونوں مل کر
پہلے ہی ادھ موا کر چکے تھے۔۔

اسوقت جے ڈی کی حالت بھی ناساز تھی
اور گولی لگنے کے باعث پاشا کا ہاتھ بھی
شدید زخمی تھا۔

"امم۔۔ تو یہ بھی کر کے دیکھ لیتے
ہیں۔۔" اذلان نے استہزائیہ انداز میں

مسکراتے پسٹل سامنے ٹیبل پر رکھ

دی۔۔۔۔۔ یہ دونوں بھی کسرتی جسامت کے

مالک تھے۔۔۔ کبھی اذلان اس پر غالب آ جاتا

اور کبھی ناصر ملک۔۔۔

"تم لوگ اس لڑکی کو جتنا بچا سکتے تھے بچا

لیا۔۔۔۔۔ لیکن اب بس۔۔۔۔۔ اب اس فاطمہ کا

نکاح مجھ سے ہو گا۔۔۔ وہ بھی بہت

جلد۔۔ "ناصر ملک نے اذلان کے سینے پر

کک مارتے اپنے عزم کا اعادہ کیا۔۔

پاشا کو زخمی حالت میں بے سدھ ہو کر نیچے

گرتے دیکھ اذلان نے جے ڈی کو اس

خفیہ آفس کے کمپیوٹر سے سارا بائیو ڈیٹا

کاپی کرنے کا اشارہ کیا۔۔

جے ڈی اس کے حکم کی تعمیل کے لیے
فوراً سر کو اثبات میں ہلاتے کمپیوٹر کی
طرف بڑھ گیا۔

"افسوس ہے تمہاری اس گھٹیا سوچ
پر۔۔۔ کسی لڑکی سے زبردستی نکاح کر کے
تم خود کو ایک مضبوط مرد ثابت کرنا چاہتے
ہو۔۔۔؟؟"

"شاید تمہیں اس بات کا اندازہ ہی نہیں
کہ اصلی مرد وہی ہوتا ہے جو کسی لڑکی کی
آنکھوں میں آنسو لانے کا باعث نہ
بنے۔۔"

"اسلام میں مرد کو عورت پر فوقیت صرف
اسی بنا پر دی گئی کیونکہ اسے عورت کے
محافظ ہونے کا درجہ دیا گیا۔۔"

"اور تم۔۔ تم نے نجانے کتنی عورتوں کے
ساتھ نا انصافی کی ہے۔۔ اب تمہیں اپنے
ہر ایک ظلم کا حساب دینا پڑے گا۔۔۔"

اذلان ناصر ملک کو پے در پے گھونسے رسید
کرتے سخت لہجے میں گویا ہو رہا تھا تبھی
اچانک زمین پر زخمی حالت میں لیٹے کبیر
پاشا نے اپنی سوجی آنکھیں کھولتے خود سے

کچھ فاصلے پر موجود ایک گن اٹھاتے اسے
ناصر ملک کی طرف کھسکا دیا۔۔

چونکہ ناصر ملک تو پہلے ہی اس موقع کی
تلاش میں تھا۔۔ اس نے نیچے جھکتے فوراً
اس گن کو جھپٹنے کے انداز میں
پکڑا۔۔۔ اور پھر اس کے ٹریگر دباتے ہی
کمرہ دلدوز انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

مسلسل فائرنگ کی تھر تھراہٹ نے اس
کمرے کی در و دیوار تک کو ہلنے پر مجبور کر
دیا تھا۔

جاری ہے